معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں تحریر کیے گئے
اصلاحی بیانات کا حسین مجموعہ

اصلاحی بیانات

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت
لاہور - کراچی (پاکستان)

Marfat.com

AL-MUSHAHID'S
Collection
Punjab University Library
Lahore.

اصلاحِ معاشرہ کی کوشش کرنے والے مبلغین
کے لئے ایک تحفۂ لاجواب

اصلاحی بیانات

مؤلف

حضرت علامہ محمد اکمل عطا
دامت فیوضھم

ناشر
مکتبہ اعلیٰ حضرت۔ لاہور۔ پاکستان

Marfat.com

786

92

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

﴿جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	———	**اصلاحی بیانات**
مؤلف	———	علامہ محمد اکمل عطا
صفحات	———	144
ہدیہ	———	روپے
اشاعت اول	———	اکتوبر 2001ء

﴿توجہ فرمائیں﴾

آپ سے مدنی گذارش ہے کہ خط وکتابت کے لئے آئندہ درجِ ذیل پتے کو استعمال کریں نیز ہماری کتب بھی (پرچون وہول سیل) یہاں سے طلب فرمائیں۔

مکتبہ اعلیٰ حضرت دکان نمبر 4 داتا دربار مارکیٹ سستا ہوٹل لاہور

Ph.....042-7324948......

E-Mail Adress : maktabaalahazrat@hotmail.com

Marfat.com

KHURSHEED'S Collection Punjab University Library Lahore

بیان نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
☆☆	حمد باری تعالیٰ	4
☆☆	نعتِ رسول مقبول ﷺ	5
☆☆	عرضِ ناشر	6
1	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دین کی خاطر قربانی کا جذبہ	7
2	اچھے ماحول کی برکتیں	31
3	رحمتِ الٰہی کی امید رکھنا واجب ہے	44
4	ایثار ایک اعلیٰ سنت ہے	57
5	برے خاتمے کا خوف	67
6	مقامِ رحمت	73
7	اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے	86
8	دعوتِ دین کے تقاضے	97
9	عفوو درگزر ایک اچھی عادت ہے	105
10	پانچ سے پہلے پانچ	111
11	بخل باعثِ ہلاکت ہے	122
12	توبہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے	133

حمدِ باری تعالیٰ

تیرا یکتا ہے دربار اللہ اللہ اللہ ھو
میرے مالک و مختار اللہ اللہ اللہ ھو

تو ہے مصور تو ہے موٴخر تو مومن وَھاب
مُعِزّ بھی تو ہے مذل بھی تو ہے اَحَدْ صَمَدْ تواب
تو ہے رحمٰن تو غفار " " " " "

رافع نافع جامع واسع مانع عادل نُور
محصی مُبْدِی محیی مغنی ھادی اور شکور
تو ہے ملک حَکَم قہار..................

اَوّل و آخر باطن و ظاہر ماجِد اور مجید
خالق مالک خافض قابض واجِد اور حمید
باعِث وارِث اور جبّار..................

علی علیم وقوی عظیم و والی اور وکیل
ولی رحیم و غنی حکیم و باقی اور جلیل
حق بھی بَرّ بھی اور ستار..................

سمیع بصیر و بدیع خبیر وباسِط اور شہید
رزّاق و رحمٰن و مُقْسِط واجِد اور رشید
تو ہے قادِر تو مختار..................

آنکھوں میں آقا کے جلوے دل میں ہر دم یاد
یونہی عطا کے گزریں روز وشب سن لے فریاد
تجھ پہ کچھ بھی نہیں دشوار..................

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

Marfat.com

ان کی رحمت کی عطا کیا بات ہے

ان کی رحمت کی عطا کیا بات ہے
عام ہے جو دو سخا کیا بات ہے
درگزر کی عادت بے عیب کو
دیکھ کر سب نے کہا کیا بات ہے

خالی ہاتھوں سے عطا کی بارشیں
واہ محبوبِ خدا کیا بات ہے
دھوپِ غم خوشیوں کے سائے میں ڈھلی
چہرہ جس جانب کیا کیا بات ہے

وہ، خدا واللہ نہیں واللہ نہیں
پر نہیں اس سے جدا کیا بات ہے
دشمنوں کو کیا جوابِ لاجواب
ظلم سہہ کر دی دعا کیا بات ہے

سائلِ در کو صدا سے پیشتر
جھولی بھر بھر کر دیا کیا بات ہے
روزِ محشر ان کی شوکت دیکھ کر
ہو گی ہر لب پر صدا کیا بات ہے

جس نے تھاما دامن پنجتن عطا
اس کا بیڑا، تر گیا کیا بات ہے
ان کی یادوں کے وسیلے سے عطا
دل مدینہ بن گیا کیا بات ہے

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿عرضِ ناشر﴾

''البیان'' کی اشاعت کے بعد قارئین کرام کا یہ مطالبہ زور پکڑ گیا تھا کہ بیانات پر مشتمل ایک کتاب بھی منظرِ عام پر آنی چاہیئے تاکہ مبلغین کو اس معاملے میں بھی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مطالبہ فرمانے والے ان بھائیوں کے حکم کے پیشِ نظر مکتبہ اعلیٰ حضرت کی جانب سے ﴿12﴾ بیانات پر مشتمل ایک کتاب بنام ''**اصلاحی بیانات**'' حاضرِ خدمت ہے۔

فی الحال ان موضوعات کا انتخاب کیا گیا ہے کہ جو کثیر الاستعمال ہیں، ان شاء اللہ عزوجل بہت جلد دیگر موضوعات پر بھی عام فہم اور مکمل ترتیب کے ساتھ بے شمار اصلاحی و تعمیری بیانات کو پیشِ خدمت کیا جائے گا۔

ہر بیان سے قبل اسے یاد رکھنے اور بالترتیب پیش کرنے کی غرض سے کچھ نکات لکھ دیئے گئے ہیں۔ بیان کو کئی مرتبہ پڑھنے کے بعد صرف ان نکات کا یاد رکھنا کافی ہے، انشاء اللہ ان کی مدد سے بیان کو مکمل طور پر ذہن میں حاضر رکھنا بے حد آسان ہو جائے گا۔ بیانات طویل محسوس ہوں تو وقت کے لحاظ سے ترمیم فرمالیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان بیانات کی برکات سے مکمل طور پر فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ

محمد اجمل عطاری

۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ بمطابق 9 ستمبر 2001ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

﴿1﴾ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا دین کی خاطر قربانی کا جذبہ

(1) اسلام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر۔

(2) اس ترقی کا سببِ عظیم۔

(3) صحابہ رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کی اقسام۔

(4) ان قربانیوں کی طرف مائل کرنے والے اسباب۔

(5) محاسبہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) اسلام کا ٹھاٹیں مارتا سمندر

آج اپنے اطراف میں ایک سرسری نگاہ دوڑائیے، ہر طرف مسلمانوں کا ٹھاٹیں مارتا سمندر نظر آئے گا۔ کوئی ملک، کوئی شہر، کوئی گاؤں، کوئی قصبہ، کوئی بستی ایسی نہ ملے گی جہاں اسلام کی روشنی نہ پہنچی ہو۔

(2) اس ترقی کا سببِ عظیم

اس حقیقت کے اعتراف کے ساتھ ہی یہ سوال بھی ذہن میں اپنا سر اٹھاتا ہے کہ آخر مکّة المکرّمة اور مدینة المنوّرہ سے اٹھنے والی اسلام کی یہ دعوت اتنی دور دراز علاقوں تک کیسے پہنچ گئی؟......... اس کا واضح، آسان اور مُدَلَّل جواب ان کتب سے حاصل کیا جاسکتا ہے کہ جن میں ہمارے اسلاف کے کارنامے، قیامت تک آنے والوں کے ضمیر کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر دین کی خاطر قربانی کا احساس وشعور بیدار فرمارہے ہیں۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ سب بہاریں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ کے بعد آنے والوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہیں۔ اگر یہ نفوسِ قدسیہ مختلف انداز سے دین کی خاطر قربانیاں نہ دیتے تو یقیناً دین کی یہ ترقی بھی نظر نہ آتی۔ بہت بہتر ہے کہ ہم اپنے ان اسلافِ کرام کی قربانیوں کے بارے میں تفصیلی طور پر جان کر اپنے ذات میں بھی اس کا شعور بیدار کرنے کی کوشش کریں۔

(3) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قربانیوں کی اقسام

اگر صحابۂ کرام کی ان قربانیوں کا مطالعہ کیا جائے تو انھیں واضح طور پر پانچ اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مالی قربانی۔ (۲) جسمانی قربانی۔ (۳) روحانی قربانی۔ (٤) جانی قربانی۔ (٥) خواہشات کی قربانی۔

Marfat.com

(1) مالی قربانی:۔

صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) نے دین کی خاطر مال خرچ کرنے میں کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا، جب بھی رحمتِ عالم، نورِ مجسم ﷺ نے اس معاملے میں خرچ کی ترغیب ارشاد فرمائی، ان پاکیزہ نفوس نے خوب دل کھول کر دین کی امداد کی اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بڑے بڑے انعامات کے مستحق بنتے چلے گئے۔ ان ضمن میں چند ایمان افروز واقعات پیش کرتا ہوں، انھیں بغور سماعت فرمایئے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بارگاہ نبوی ﷺ سے ہمیں حکم ہوا کہ اپنا کچھ مال راہ خدا میں صدقہ کریں۔ میں نے دل میں پختہ ارادہ کرلیا کہ میں آج 'ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں تصدق کروں گا۔

چنانچہ میں اپنا نصف مال لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ ''اپنے اہل وعیال کے لئے کتنا مال چھوڑا؟'' میں نے عرض کی کہ ''ان کے لئے نصف مال چھوڑ آیا ہوں۔'' اتنے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اپنا (کل) مال لے کر حاضر ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ''تم نے اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟'' انہوں نے عرض کی کہ ''ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔'' اس وقت میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ میں کسی بات میں ان سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

(تاریخ الخلفاء)

اس جذبے کے ساتھ اپنا مال بارگاہ خداوندی میں صدقہ کرنے پر آپ پر کتنی کرم

نوازی ہوئی، اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے کہ

اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے:۔

☆ ابن عساکر نے حضرتِ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی ہے، کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے اور وہ ایک ایسی قباء پہنے ہوئے تھے جس کو انہوں نے اپنے سینہ پر کانٹوں سے لگایا ہوا تھا۔ (یعنی بٹنوں یا تکموں کی بجائے اس میں کانٹے لگے ہوئے تھے۔) پس اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، ''یا محمد (ﷺ)! آج ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اپنی قباء کو سینے پر کانٹوں سے کیوں اٹکائے ہوئے ہیں؟'' سرکارِ دوعالم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا، ''انہوں نے اپنا تمام مال مجھ پر (اسلام کی ترقی کے لئے) خرچ کر دیا ہے۔ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے عرض کی، ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اللہ تعالی نے ان پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ ان سے کہو کہ ''اے ابوبکر! کیا تم مجھ سے اپنے اس فقر میں راضی ہو.. یا.. ناخوش ہو؟''

یہ سن کر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ''میں اپنے رب سے ناخوش کس طرح ہوسکتا ہوں؟ میں تو اس سے راضی ہوں، خوش ہوں، بہت خوش ہوں، بہت راضی ہوں۔'' (تاریخ الخلفاء)

حضرتِ عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہ) کا جذبہ:۔

حضرت عبدالرحمن بن قباب (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ جَیْشِ عُسْرَہ [1] کی

[1] ۔جیش، لشکر اور عسرہ، تنگ دستی کو کہتے ہیں، جس زمانے میں یہ لشکر تیار ہوا وہ بہت تنگ دستی کا زمانہ تھا لھذا اسے جیشِ عسرہ کہا جاتا ہے۔)

Marfat.com

تیاری کے لئے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو ترغیب دے رہے تھے، میں بھی وہاں موجود تھا۔ حضرت عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا، ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں سو اونٹ مع پالان اور سامان اپنے ذمہ لیتا ہوں۔'' نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو دوبارہ ترغیب دلائی۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے پھر عرض کی کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں دو سو اونٹ مع ساز و سامان اپنے ذمہ لیتا ہوں۔'' حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو ترغیب دی تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے ذمہ تین سو اونٹ مع پالان اور سامان کے۔'' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ''اب کے بعد عثمان کے جرم و گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔'' (تاریخ الخلفاء)

☆ امام ترمذی، حضرت عبدالرحمن بن سمُرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضور ﷺ نے جیش عسرہ تیار فرمایا تو حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے ایک ہزار دینار آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ دیناروں کو الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ ''آج کے بعد عثمان کا کوئی ضرر انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (یہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔)

(ایضاً)

(2) جسمانی قربانی:۔

اللہ عزوجل کے ان محبوب بندوں نے راہِ دین میں مالی قربانی کے ساتھ ساتھ بے شمار جسمانی مشقتیں بھی برداشت کیں، ان تکلیفوں کو پڑھ کر ایک حساس دل رکھنے والے کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے

Marfat.com

ہیں۔ واقعی یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت تھی کہ ان حضرات نے ان سخت آزمائشوں پر پورا اترنے کی سعادت حاصل کی ورنہ عام حالات میں ایسی اذیتیں برداشت کرنا انسانی بس کی بات نہیں۔ اس ضمن میں بھی چند واقعات بغور سماعت فرمائیے۔

﴿1﴾ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) نے ہوش سنبھالا تو چاروں طرف کفر وشرک کی ضلالت کو محیط پایا۔ ان کا آقا، امیہ بن خلف بھی سخت مشرک تھا۔ اس کی غلامی میں آپ (رضی اللہ عنہ) نے بائیس ﴿22﴾ برس گزارے، اسی اثناء میں ان کے کانوں میں دعوتِ توحید کی صدا پہنچی، یہ بعثت کا ابتدائی زمانہ تھا اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی راز داری کے ساتھ تبلیغِ حق کا آغاز فرمایا تھا۔ حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) نیک نفس اور پاک باز تھے اور اعلان نبوت سے قبل بھی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ سے بے حد متاثر تھے۔ چنانچہ دعوتِ اسلام ملتے ہی آپ (رضی اللہ عنہ) نے بلا تأمل لبیک کہا اور اپنا دل وجان آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر بیٹھے۔ آپ ان سات سعید الفطرت ہستیوں میں شامل ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

جب امیہ کے کانوں میں حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کے قبولِ اسلام کی بھنک پڑی تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے آپ کو بلوا کر پوچھا کہ ''میں نے سنا ہے کہ تم نے کوئی اور معبود ڈھونڈ لیا ہے؟ سچ سچ بتاؤ، تم کس کی پرستش کرتے ہو؟'' آپ (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا، ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا عزوجل کی۔'' اس نے کہا کہ ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا کی پرستش کا مطلب ہے کہ تُو، لات عزّی کا دشمن بن گیا ہے، سیدھی طرح راہ راست پر آجا، ورنہ ذلت کے ساتھ مارا جائے گا۔'' آپ (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا کہ ''میرے جسم پر تیرا زور چل سکتا ہے، لیکن دل

پر نہیں، اب اللہ تعالیٰ کی عبادت ورضا ہی میری زندگی کا مقصود ہے، چنانچہ تمہارے خودساختہ معبودوں کو درست سمجھنا اور پوجنا میرے بس کی بات نہیں۔''

امیہ، ایک غلام کے اس طرح کلام کرنے سے غصے میں پاگل ہوگیا؟ بولا، ''اچھا تو پھر اس دیوانگی کا مزہ چکھ، دیکھوں گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کا خدا (عزوجل) تجھے کیسے چھڑاتے ہیں؟'' اب اس ظالم نے آپ پر ظلم وستم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیا۔ مکہ مکرمہ میں حرہ کی زمین گرمی کے سبب سے مشہور ہے، یہ گرمی میں تانبے کی طرح گرم ہوجاتی ہے۔ امیہ دوپہر کے وقت، آپ کو اس جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر ایک بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتا تاکہ ہل بھی نہ سکیں۔ پھر کہتا، ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی سے باز آجا، اور ''لات وعزیٰ'' کے معبودِ برحق ہونے کا اقرار کرلے ورنہ اسی طرح پڑا رہے گا۔'' اسکے جواب میں شیدائے حق کی زبان سے اَحَد اَحَد کی آواز نکلتی تھی۔ امیہ غضب ناک ہوکر ان کو زدوکوب کرنا شروع کردیتا، لیکن آپ ''اُحد، اُحد'' ہی کہتے چلے جاتے۔ ایک مرتبہ اس نے آپ کو ایک دن رات بھوکا پیاسا رکھا اور تپتی ہوئی ریت پر ان کا تماشہ دیکھتا رہا۔

حضرت عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ''میں نے بلال کو اس حالت میں دیکھا کہ امیہ نے آپ کو ایسی سخت گرم ریت پر لٹا رکھا ہے کہ جس پر گوشت کا ٹکڑا بھی رکھ دیا جائے تو وہ بھی بھن جائے، لیکن آپ اس حالت میں کہہ رہے تھے کہ ''میں لات وعزیٰ کا انکار کرتا ہوں۔'' جب امیہ نے دیکھا کہ اتنی سختیوں کے باوجود اس عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جبینِ ہمت پر شکن تک نہیں پڑی تو امیہ کی آتشِ غضب بھڑک اٹھی اور اس نے اپنے دوسرے غلاموں کو حکم دیا کہ ''بتوں کے اس باغی کو اتنی سزا دو کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے خدا کا نام

Marfat.com

لینا چھوڑ دے۔'' یہ بد بخت، امیہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آپ کو بری طرح مارتے، پیٹتے، دن کے وقت کپڑے اتار کر لوہے کی زرہ پہناتے اور دھوپ میں ڈال دیتے۔ شام کو ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک کوٹھڑی میں پھینک دیتے اور رات کو انہیں کوڑے مارے جاتے، لیکن آپ (رضی اللہ عنہ) کی زبان سے ''احد احد'' ہی نکلتا۔

علامہ ابن سعد (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ امیہ، آپ (رضی اللہ عنہ) کے گلے میں رسی باندھ کر لڑکوں کے حوالے کر دیتا اور وہ انہیں مکے کی گھاٹیوں میں گھسیٹے پھرتے، پھر جلتی ہوئی ریت پر لٹاتے اور ان پر پتھروں کا ڈھیر ڈال دیتے، لیکن آپ (رضی اللہ عنہ) احد احد ہی کہتے۔

حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انہیں خرید کر آزاد فرما دیا۔ (مدارج النبوت)

﴿2﴾ جب حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے کی اطلاع ان کے باپ ابو اُحَیحَہ کو ملی تو وہ سخت برہم ہوا۔ آپ باپ کے غضب سے بچنے کے لئے کہیں چھپ گئے۔ ابواحیحہ نے اپنے دوسرے بیٹوں کو ان کی تلاش کے لئے بھیجا، وہ انہیں پکڑ کر باپ کے پاس لے آئے۔ باپ نے خالد (رضی اللہ عنہ) کو سخت ملامت کرنے کے بعد اس بے دردی سے پیٹا کہ اس کے ہاتھ کی لکڑی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ جب مارتے مارتے تھک گیا، تو کہا، ''دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دے، ورنہ تیری خیر نہیں۔'' آپ نے جواب دیا، ''ہرگز نہیں! چاہے میری جان چلی جائے، میں اللہ کے برحق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دامنِ اقدس ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔'' باپ نے بہت ڈرایا، دھمکایا لیکن آپ ٹس سے مس نہ ہوئے۔

باپ نے مزید زدوکوب کرنے کے بعد کہا، ''تو اپنی آنکھوں سے دیکھ

Marfat.com

رہا ہے کہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ساری قوم سے الگ راستہ اختیار کر لیا ہے، وہ ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا ہے اور ہمارے آبا واجداد کو گمراہ قرار دیتا ہے، تجھے شرم نہیں آتی کہ ان باتوں میں اس کا ساتھ دیتا ہے؟'' آپ نے بلا جھجک جواب دیا، ''خدا کی قسم! وہ جو کچھ فرماتے ہیں، میں ہر حالت میں ان کی پیروی کروں گا۔'' باپ نے تنگ آ کر کہا، ''میری نظروں سے دور ہو جا، میرے گھر میں تجھے کھانا نہ ملے گا۔'' آپ نے اطمینان سے کہا، ''آپ میرا رزق بند کر دیں گے تو اللہ عزوجل مجھے رزق عطا فرمائے گا۔'' پھر آپ رحمتِ کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ رہنے لگے۔

ایک روز آپ مکہ مکرمہ کے نواح میں سنسان جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے کہ باپ کو خبر ہو گئی۔ اس نے آپ کو بلوا کر پھر ورغلانے کی کوشش کی لیکن آپ نے کہا، ''میں مرتے دم تک اسلام ترک نہ کروں گا۔'' یہ سن کر باپ نے ان کے سر پر اس زور سے لکڑی ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو گئی، پھر اس نے آپ کو قید کر دیا اور کھانا پینا بند کر دیا۔ حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) تین دن تک بھوکے پیاسے مکہ کی ہولناک گرمی میں قیدِ تنہائی کی مصیبتیں جھیلتے رہے۔ چوتھے دن موقع پا کر بھاگ نکلے اور نواحِ مکہ میں چھپ گئے۔

کچھ عرصہ بعد صحابۂ کرام کے دوسرے قافلے کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرما گئے۔ (مدارج النبوت)

﴿3﴾ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے عہد خلافت میں جب مسلمانوں کی فتوحات کا سیلاب شام میں داخل ہوا تو رومیوں میں مسلمان دشمنی کا جنون اس حد تک بڑھ گیا کہ وہ جنگی قیدیوں کو بھی نہایت بے دردی سے شہید کر ڈالتے تھے۔ عرب مؤرخین نے لکھا ہے کہ رومیوں نے تانبے کی ایک گائے بنا رکھی تھی، اس

کے پیٹ میں روغن زیتون ڈال کر نیچے آگ جلاتے رہتے تھے۔ اگر مسلمان نصرانیت قبول کر لیتے تھے تو ان کو چھوڑ دیتے تھے اور اگر دین ترک کرنے سے انکار کرتے تو انہیں کھولتے تیل میں ڈال دیتے۔ (شرح الصدور)

﴿4﴾ حضرت ابوفکیہہ (رضی اللہ عنہ)، امیہ بن خلف کے غلام تھے جب آپ نے قبولِ اسلام فرمایا تو اس نے مختلف انداز سے ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیئے اور اپنے اہلِ خاندان کو بھی ہر طرح کی اجازت دے دی تھی کہ جب جی چاہے، اس مظلوم پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیں۔ یہ ظالم تپتی ہوئی ریت پر دوپہر کے وقت، آپ کو منہ کے بل لٹا دیتے اور پیٹھ پر ایک وزنی پتھر رکھ دیتے، حتیٰ کہ آپ ہولناک گرمی اور ناقابلِ برداشت اذیت سے بے ہوش ہو جاتے۔

ایک دن شقی القلب امیہ نے آپ کے دونوں پاؤں میں رسی باندھی اور انہیں بری طرح گھسیٹتا ہوا باہر لے گیا۔ اس وقت دوپہر کا وقت تھا اور سورج آگ برسا رہا تھا۔ ظالم نے آپ کو تپتی ریت پر ڈال دیا۔ امیہ کا بیٹا صفوان بھی باپ کے پیچھے پیچھے وہاں پہنچا اور حضرت فکیہہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا، ''کیا میرا باپ تیرا رب نہیں ہے؟'' آپ (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا، ''ہرگز نہیں۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور جو سب کو روزی دیتا ہے۔'' صفوان کو اس جواب پر بے حد غصہ آیا اور اس نے آپ کا گلا اتنی زور سے دبایا کہ آپ کی زبان باہر نکل پڑی اور بالکل بے حس و حرکت ہو گئے۔ ظالموں نے سمجھا کہ ختم ہو گئے، لیکن ابھی زندگی کی رمق باقی تھی۔ حسنِ اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے، انہوں نے یہ دردناک منظر دیکھا تو دل بھر آیا اور اسی وقت حضرت فکیہہ کو خرید کر آزاد فرما دیا۔ (مدارج النبوت)

﴿5﴾ ہجرت سے قبل حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کی زندگی کا سب سے

Marfat.com

تابناک باب وہ ہے، جس میں آپ تین سال (۷ھ تا ۱۰ھ) تک آقا ﷺ کی رفاقت میں شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ شعب ابی طالب کی محصوری اگرچہ بنی ہاشم اور بنو مطلب سے مخصوص تھی، لیکن آپ (رضی اللہ عنہ) نے ہاشمی اور مطلبی نہ ہونے کے باوجود محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر بنو ہاشم اور بنو مطلب کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ تین سال تک ہولناک مصائب برداشت کرتے رہے۔

اس زمانے میں بے کس محصورین بعض اوقات درختوں اور جھاڑیوں کی پتیاں ابال کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ رات کو مجھے سوکھے ہوئے چمڑے کا ایک ٹکڑا کہیں سے مل گیا، میں نے اسے پانی سے دھویا، پھر آگ پر بھونا، کوٹ کر پانی میں گھولا اور ستو کی طرح پی کر اپنے پیٹ کی آگ بجھائی۔'' (مدارج النبوۃ)

پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان پاکیزہ فطرت جاں نثارانِ رسول ﷺ نے کس قدر عظیم مصیبتیں، کتنی استقامت سے برداشت فرمائیں۔ اس استقامت کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ظاہر ہوا کہ کفار، ان نومسلم حضرات کے دین سے پھر جانے سے مایوس ہو گئے، اور ان کی یہ مایوسی دین کی تقویت کا سببِ عظیم واقع ہوئی۔

(3) روحانی قربانی:۔

عموماً قلبی تکلیف، جسمانی اذیت سے زیادہ آزمائش کا باعث بنتی ہے۔ صحابۂ کرام (رضی اللہ عنہم) اس معاملے میں بعد میں آنے والوں کے لئے سب

شمار مثالیں چھوڑ گئے۔ آیئے اس بارے میں چند حیرت انگیز واقعات سنتے ہیں۔

(1) ہجرتِ نبوی ﷺ سے سال سوا سال پہلے حضرت ابو سَلَمَہ (رضی اللہ عنہ) نے کفار کے مظالم سے تنگ آ کر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا قصد کیا۔ اس وقت ان کے پاس صرف ایک ہی اونٹ تھا، اسی پر زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) اور ننھے بچے سلمہ (رضی اللہ عنہ) کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل پڑے۔ حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے قبیلے بنو مُغِیرَہ کو ان کی خبر ہوئی تو انہوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور حضرت ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے کہا، ''تم جا سکتے ہو لیکن ہماری لڑکی تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔'' یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل آپ سے چھین کر چل دیئے۔

اتنے میں حضرت ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) کے خاندان بنو عبد الاسد کے لوگ بھی آ پہنچے۔ انہوں نے حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے بچے کو چھین لیا اور بنو مغیرہ سے کہنے لگے، ''تم نے ہمارے آدمی سے اپنی لڑکی کو چھینا تو ہم اپنے بچے کو تمہارے پاس کیوں چھوڑیں؟'' اسی چھینا چھپٹی میں منے کا ہاتھ اتر گیا۔ (علامہ بلاذری فرماتے ہیں، ''منے کا ہاتھ مرتے دم تک ٹھیک نہ ہوا۔) یہ ایک دردناک صورتِ حال تھی لیکن ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) دل پر پتھر رکھ کر بیوی بچے کے بغیر تن تنہا مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔

گویا دینِ حق کی خاطر تینوں میاں، بیوی اور بیٹا جدائی کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے۔ حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کو فطری طور پر شوہر و بچے کی جدائی کا بہت صدمہ تھا۔ وہ روزانہ صبح کے وقت گھر سے نکلتیں اور سارا دن ایک ٹیلے پر بیٹھ کر گریہ وزاری کرتیں۔ پورا ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک دن بنو مغیرہ کے ایک رحم دل اور صاحبِ اثر شخص نے انہیں اس حال میں دیکھا تو ان کا

Marfat.com

دل نرم پڑ گیا۔ اس نے اپنے تمام قبیلے کو جمع کیا اور کہا کہ، ''یہ لڑکی ہمارا ہی خون ہے، ہم کب تک اس مسکین کو اس کے شوہر و بچے سے دور رکھیں گے؟ ہمارا قبیلہ بڑا شریف اور شجاع ہے اور ظلم کو دوست نہیں رکھتا۔''

اس کی تقریر سن کر دوسروں کو بھی رحم آ گیا اور انہوں نے حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کو جانے کی اجازت دے دی۔ جب بنو عبدالاسد نے سنا تو انہیں بھی رحم آ گیا اور انہوں نے سلمہ (رضی اللہ عنہ) کو ماں کے پاس بھیج دیا۔ حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) اونٹ پر سوار ہوئیں اور مدینہ منورہ کی طرف منے کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ راستے میں عثمان بن طلحہ ملے (یہ ابھی ایمان نہ لائے تھے، فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔) انہیں اس قافلے پر رحم آیا اور انہیں مدینے تک پہنچا دیا۔ (استیعاب)

بی بی ام سلمہ کا شوہر اور بچے کے بغیر ایک سال تک تڑپنا اور ابو سلمہ کا بیوی بچے کے بغیر اللہ کی رضا کے لئے ایک سال تک دور رہنا کس قدر قلبی اذیت کا باعث بنا ہوگا، اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے کہ جو ایک طویل عرصے تک اپنے گھر والوں سے دور رہا ہو۔

(2) حضرت خنساء (رضی اللہ عنہا) اپنے چار فرزندوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کے لئے قادسیہ آئیں تھیں۔ جس وقت لڑائی کا تنور پوری طرح گرم ہوا تو آپ نے بیٹوں کو حکم دیا کہ، ''میرے بچو! جاؤ اور آخری دم تک راہِ حق میں لڑو۔'' ماں کا حکم سنتے ہی چاروں بھائی گھوڑوں کی باگیں اٹھائے رجز پڑھتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ والدہ نے ان کی شہادت کی خبر سنی تو کہا، ''اللہ کا شکر ہے کہ میرے فرزندوں نے پیٹھ نہیں پھیری، اللہ عزوجل نے ان کی شہادت کا شرف مجھے بخشا، اس ذاتِ رحیم سے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت کے سائے میں میرے بچوں کے ساتھ مجھے بھی جگہ دے گا۔ (زرقانی)

Marfat.com

بڑھاپے کی حالت میں چار جوان بیٹوں کی ہمیشہ کی جدائی کس قدر تکلیف دہ معاملہ ہے، یہ کسی ماں سے پوچھیں تو بہتر ہے۔

(3) حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ حَمْنَہ کو اپنے آبائی مذہب سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا، اس کو بیٹے کے قبولِ اسلام کا سن کر اس قدر رنج ہوا کہ کھانا پینا، بولنا چالنا سب کچھ بند کر دیا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) ماں سے بے حد محبت کیا کرتے تھے، چنانچہ ماں کو آزردہ دیکھنا بہت بڑی آزمائش تھی لیکن آپ اس آزمائش میں پورے اترے۔ ماں تین دن تک بھوکی پیاسی رہی۔ یہی اصرار تھا کہ ''یہ نیا دین ترک کر دو۔'' لیکن آپ کا ایک ہی جواب تھا کہ ''ماں! تم مجھے بے حد عزیز ہو، لیکن تمہارے قالب میں خواہ سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے، تب بھی اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔''

بارگاہِ خداوندی عزوجل میں آپ کی شانِ استقلال ایسی مقبول ہوئی کہ عامۃ المسلمین کے لئے یہ فرمانِ الٰہی نافذ ہو گیا، ''**وَإِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا**۔ اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا مان۔

(ترجمہ کنزالایمان۔ پ۲۰۔ العنکبوت ۸)

(4) جانی قربانی:۔

غالباً انسان کو اپنی جان سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر جان کو خطرہ لاحق ہو تو اس کے بدلے میں بڑی سے بڑی چیز قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب دین کی خاطر جان قربان کرنے کا موقع آیا تو چشمِ فلک یہ مناظر دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئی کہ ان حضرات نے

Marfat.com

اس معاملے میں بھی کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ چنانچہ

{1} حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ''ایک شخص نے احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر میں شہید ہو گیا تو کہاں ہوں گا؟'' سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''جنت میں۔'' یہ سنتے ہی انہوں نے ہاتھ کی کھجوریں پھینکیں اور لڑائی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ مرتبۂ شہادت پایا۔ (مسلم)

{2} جب پیارے آقا ﷺ غزوۂ بدر کے لئے مدینہ منورہ سے چلنے لگے تو مدینے کے ایک گھر میں ''ایک باپ اور بیٹے'' کے درمیان عجیب وغریب اور بے نظیر مباحثہ جاری تھا۔

باپ! ''بیٹا! گھر میں ہم دونوں کے سوا کوئی مرد نہیں، اس لئے مناسب یہی ہے کہ ہم دونوں میں سے کوئی ایک یہیں رہے اور دوسرا جہاد میں شریک ہو۔ تم جوان ہو اور گھر کی دیکھ بھال بہتر طور پر کر سکتے ہو۔ اس لئے تم یہاں رہو اور مجھے آقا ﷺ کے ساتھ جانے دو۔''

اس کے جواب میں سعادت مند فرزند نے عرض کی، ''بابا جان! اگر جنت کے علاوہ اور کوئی معاملہ ہوتا تو مجھے گھر پر رہنے میں کوئی عذر نہ تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی قدرت دی ہے کہ آقا ﷺ کی ہمرکابی کا حق ادا کرسکوں۔ اس لئے آپ یہاں رہئے اور مجھے جانے کی اجازت دیجئے۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شرفِ شہادت بخشے۔

بڑی تکرار کے بعد باپ نے فیصلہ کیا کہ قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلا وہ جہاد میں جائے گا۔ بیٹے نے رضا مندی کا اظہار کیا۔ قرعہ ڈالا گیا تو بیٹے کا نام نکلا۔ ان کو اتنی مسرت ہو رہی تھی کہ پاؤں زمین پر نہ ٹکتے تھے۔ ان فرزند کا نام سعد

اور والد کا نام خیثمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نہایت ذوق وشوق کے ساتھ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں بدر پہنچے اور طعیمہ بن عدی یا عمرو بن عبدود کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ (عامہ کتب)

{3} علامہ ابن اثیر (رحمہ اللہ) کا بیان ہے کہ جنگِ احد سے ایک دن پہلے حضرتِ سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن جحش (رضی اللہ عنہما) ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے دعا فرمائی کہ ''الٰہی عزوجل! کل جو دشمن میرے مقابلے میں آئے، وہ بڑا بہادر اور غضب ناک ہو اور مجھے اتنی طاقت دے کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کردوں۔''

پھر حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے آمین کہتے ہوئے دعا فرمائی کہ ''الٰہی عزوجل! کل میرا مقابلہ ایسے دشمن سے ہو، جو نہایت جنگ جو اور غصہ ور ہو، مجھے شہادت نصیب ہو اور وہ میرے کان، ناک کاٹ ڈالے۔ جب میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ، ''اے عبداللہ! یہ تیرے کان ناک کیوں کاٹے گئے؟'' تو میں کہوں کہ ''اے اللہ عزوجل! تیرے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔'' حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے ان کی دعا پر آمین کہا۔

دل سے نکلنے والی دونوں دعاؤں نے درجۂ قبولیت پایا۔ چنانچہ دورانِ جنگ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے ایک نامی گرامی مشرک کو قتل کیا اور عبداللہ بن جحش (رضی اللہ عنہ) نے ابن اخنس ثقفی کے ہاتھ سے جامِ شہادت پیا۔ مشرکین نے ان کی لاش کا مثلہ کیا اور کان، ناک، ہونٹ کاٹ کر دھاگے میں پروئے۔ لڑائی کے بعد حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا گزر ان کی لاش پر ہوا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا، ''خدا عزوجل کی قسم! عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔''

(سیرتِ رسول عربی)

۲۲ ے ہ ے

Marfat.com

(6) خواہشات کی قربانی:۔

انسان کی خواہشات مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔ بسا اوقات ان میں بہت شدت پائی جاتی ہیں اور کبھی ان کا زور ہلکا ہوتا ہے۔ کمزور خواہش کا دبانا آسان جب کہ زبردست تمنا کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے سے روکنا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ پھر اگر دل میں مچلنے والی کوئی خواہش فوراً پوری ہو رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے اسے روکا جائے تو اتنی مشقت محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے برعکس اگر کوئی تمنا بہت عرصہ تڑپتے رہنے کے بعد پوری ہونے کا موقع آئے اور پھر اسے روکنے کی کوشش کی جائے تو یقیناً بہت اذیت وتکلیف کا باعث اور زبردست مجاہدہ درکار ہے۔ ہمارے اسلافِ کرام اپنی پوری زندگی اسلام کی راہ میں اسی قسم کی اذیتوں کو برداشت کرتے ہوئے گزار کر ہمارے لئے زبردست عملی نمونہ چھوڑ گئے۔ اسی ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ حاضرِ خدمت ہے۔

☆ علامہ ابن اثیر (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ قبولِ اسلام کے بعد حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی، ''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نکاح کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی بھی شخص میری بدصورتی کے سبب مجھے رشتہ دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ میں کئی مقام پر پیغام بھیج چکا ہوں لیکن سب نے رد کر دیا ہے۔

اپنے جانثار کی اس درخواست کو سن کر آپ ﷺ کی شانِ رحیمی نے گوارہ نہ کیا کہ لوگ اسے صرف اس وجہ سے ٹھکرائیں کہ وہ ظاہری حسن و جمال سے محروم ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''اے سعد! گھبراؤ نہیں، میں خود تمہاری شادی کا بندوبست کرتا ہوں، تم اسی وقت عمرو بن وہب ثقفی کے گھر

Marfat.com

جاؤ اوران سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا رشتہ آپ کی بیٹی سے کر دیا ہے۔"
رحمتِ دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد سن کر آپ (رضی اللہ عنہ) شاداں و فرحاں حضرت عمرو بن وھب (رضی اللہ عنہ) کے گھر کی طرف چل دیئے۔

حضرت عمرو بن وہب ثقفی (رضی اللہ عنہ) نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی ان کے مزاج میں زمانہ جاہلیت کی درشتی موجود تھی۔ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے ان کی گھر پہنچ کر انہیں، سرکارِ مدینہ ﷺ کے فرمان سے مطلع کیا تو ان کو بڑی حیرت ہوئی کہ میری ماہ پیکر، ذہین و فطین لڑکی کی شادی ایسے کریہہ منظر شخص سے کیسے ہوسکتی ہے؟ انہوں نے سوچے سمجھے بغیر حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا پیغام رد کر دیا اور بڑی سختی کے ساتھ انہیں واپس جانے کے لئے کہا۔ آپ (رضی اللہ عنہ) کی سعادت مند بیٹی نے یہ تمام گفتگو سن لی تھی، جونہی حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) واپس جانے کے لئے پلٹے، وہ لپک کر آئیں اور آواز دی کہ "اے اللہ کے بندے! واپس آؤ، اگر واقعی رسول اللہ ﷺ نے تمہیں بھیجا ہے تو میں بخوشی تمہارے ساتھ شادی کو تیار ہوں، جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ راضی ہوں میں بھی اس پر راضی ہوں۔"

لیکن اتنی دیر میں حضرت سعد آگے بڑھ چکے تھے، اس لئے یہ بات نہ سن سکے۔ پھر نیک بخت بیٹی نے والد سے کہا کہ "بابا جان! قبل اس کے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا کرے، آپ اپنی نجات کی کوشش کیجئے۔ آپ نے بڑا غضب کیا کہ آقا ﷺ کے فرمانِ عالی شان کی پرواہ نہ کی اور آقا ﷺ کے فرستادہ کے ساتھ درشت سلوک کیا۔" حضرت عمرو بن وھب (رضی اللہ عنہ) نے جب یہ بات سنی تو اپنے انکار پر سخت شرمندہ ہوئے اور ڈرتے ڈرتے بارگاہِ مصطفوی (ﷺ) میں حاضر ہوئے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ کر سوال کیا کہ، ''تم ہی نے میرے بھیجے ہوئے آدمی کو لوٹایا تھا ؟'' حضرت عمرو بن وھب (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی ،''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بے شک میں نے انہیں لوٹایا تھا، لیکن یہ غلطی لاعلمی میں سرزد ہوئی، میں ان سے واقف نہ تھا اس لئے ان کی بات پر اعتبار نہ کرتے ہوئے پیام نامنظور کیا تھا، خدا عزوجل کے لئے مجھے معاف فرما دیجئے، مجھے اپنی لڑکی سے ان کی شادی منظور ہے۔'' سرورِ عالم ﷺ نے ان کا عذر قبول فرماتے ہوئے حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) سے ارشاد فرمایا، ''اے سعد! میں نے تمہارا عقد بنت عمرو بن وھب (رضی اللہ عنہا) سے کردیا ہے، اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔''

حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) یہ مسرت انگیز خبر سن کر بازار گئے اور ارادہ فرمایا کہ دلہن کے لئے کچھ تحائف خریدیں۔ ابھی ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ ایک منادی کی آواز کانوں میں پڑی کہ، ''اے اللہ عزوجل کے شہسوارو! جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو۔'' آپ (رضی اللہ عنہ) نوجوان تھے، نئی نئی شادی ہوئی تھی، دل میں ہزار امنگیں اور ارمان تھے، بارہا مایوس ہونے کے بعد شادی کا مژدہ سنا تھا۔ لیکن منادی کی آواز سن کر تمام جذبات پر جوشِ ایمانی غالب آ گیا اور دلہن کے لئے تحفے خریدنے کا خیال دل سے یکسر نکل گیا۔

جو رقم اس مقصد کے لئے ساتھ تھی، اس سے ایک گھوڑا، تلوار، اور نیزہ خریدا اور سر پر عمامہ باندھ کر سالارِ اعظم ﷺ کی قیادت میں غزوے میں جانے والے مجاہدین میں شامل ہوئے۔ آپ کے پاس اس سے پہلے نہ گھوڑا تھا نہ تلوار و نیزہ، نہ کبھی عمامہ اس طرح باندھا تھا، اس لئے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ میدانِ جہاد میں آپ ایسے جوش و شجاعت سے لڑے کہ بڑے بڑے بہادروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

ایک موقع پر گھوڑا ' اَڑ گیا تو اس کی پشت سے کود ے اور آستینیں چڑھا کر پیادہ پا ہی لڑنا شروع کر دیا۔ اس وقت رحمتِ دو عالم ﷺ نے ان کے ہاتھوں کی سیاہی دیکھ کر انہیں شناخت کر لیا اور آواز دی کہ، ''سعد!'' لیکن حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) اس وقت دنیا و مافیھا سے بے خبر اس جوش و وارفتگی سے لڑ رہے تھے کہ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی آواز نہ سن پائے اور اسی طرح دادِ شجاعت دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کو آپ (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ ان کی لاش کے پاس تشریف لائے، اُن کا سر اپنی گود مبارک میں رکھا اور پھر دعائے مغفرت کرنے کے بعد فرمایا کہ ''میں نے سعد کا عقد عمرو بن وھب کی لڑکی کے ساتھ کر دیا تھا، اس لئے اس کے متروک سامان کی مالک وہی لڑکی ہے۔'' حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کے ہتھیار اور گھوڑا اس کے پاس پہنچا دو اور اس کے ماں باپ سے جا کر کہہ دو کہ اب خدا عزوجل نے تمہاری لڑکی سے بہتر حور سے سعد کا نکاح کر دیا ہے۔'' (زرقانی)

(4) ان قربانیوں کی طرف مائل کرنے والے اسباب

پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے اسلافِ کرام کی پوری زندگی دین کی خدمت کے سلسلے میں تکالیف برداشت کرتے ہوئے بسر ہوئی ہے۔ اس موقع پر ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں مزید یہ سوال بیدار ہو کہ

☆ آخر ان حضرات کی مذکورہ بیشمار قربانیوں کے پیچھے کون کون سے امور کارفرما تھے؟.........

اور............

Marfat.com

☆ کس چیز نے انھیں اس قدر سخت تکالیف کا سامنا کرنے پر مجبور کیا؟

....

معمولی سوچ بچار کے بعد درجِ ذیل پانچ امور، بیان کردہ سوالات کے جواب کے طور پر نظر آتے ہیں۔

{1} دین سے محبت۔

{2} اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت اور رضا کے حصول کا جذبہ۔

{3} احساسِ ذمہ داری۔

{4} بروزِ قیامت گرفت کا خوف۔

{5} آخرت کے انعامات کے حصول کی تمنا۔

(5) محاسبہ

میرے محترم اسلامی بھائیو!

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) کی ان قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنا دیانت دارانہ محاسبہ ضرور کرنا چاہیئے کہ

☆ کیا ہم بھی اپنے دین سے محبت رکھتے ہیں؟............

☆ کیا ہم بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا کے حصول کے لئے اصلاحِ معاشرہ کا ذہن بنا کر عملی کوششوں میں مصروفِ عمل ہیں؟........

☆ کیا ہمیں موجودہ معاشرے کی بدترین صورتِ حال کی بہتری کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری کا احساس ہے؟............

☆ کیا ہم نے کبھی خوف کیا کہ بروزِ قیامت ہم سے بھی اپنے اطراف میں رہنے والے مسلمانوں کی اصلاح کے بارے میں سوال کیا جائے

Marfat.com

گا؟............

☆ کیا ہم نے جنت کی خواہش رکھنے کے باوجود اس کے حصول کے لئے تبلیغِ دین کو بھی ذریعہ بنایا؟..........

افسوس صد افسوس!

یقیناً ان سوالات کے جواب میں ہمارے پاس انکار کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ

☆ اگر ہمیں اپنے دین سے محبت ہوتی تو جس طرح اپنے کاروبار ونوکری کے فائدے ونقصان پر ہمیں خوشی وغم محسوس ہوتا ہے، ویسا ہی دینی ترقی وتنزلی پر بھی محسوس ہوتا............لیکن یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ نہ تو دینی ترقی پر دل میں خوشی کی لہریں اٹھتی ہیں اور نہ ہی اس کے نقصان پر راتوں کی نیندیں اور بھوک غائب ہوتی ہے۔ حتی کہ کبھی چہرے پر افسردگی کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔

☆ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی رضا مطلوب ہوتی تو ہم بھی اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لئے تبلیغِ دین کا فریضہ باقائدگی اور خوشدلی کے ساتھ سرانجام دیتے............لیکن ہم تو اسے ایک بوجھ تصور کرتے ہوئے اپنی جان چھڑاتے نظر آتے ہیں اور اس طریقے سے حصولِ رضا کا ذہن بنانا تو ہم نے سیکھا ہی نہیں۔

☆ یونہی اگر ہمیں احساسِ ذمہ داری ہوتا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے معاشرے.. یا.. کم از کم اپنے گھر والوں کی اصلاح کرنے کی تو سنجیدگی کے ساتھ کوشش کرتے............لیکن ہمارا تو ذہن بن چکا ہے کہ دین کا کام فقط عمامہ باندھنے والا، داڑھی رکھنے والا.. یا.. مسجد کا امام

Marfat.com

وخطیب کرے گا.. یا..میں کیوں کروں فلاں کرے گا،ہمیں اس سلسلے میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟..........

کاش! ہم غور کرلیتے کہ دین صرف داڑھی، عمامے والے.. یا.. مسجد کے امام وخطیب.. یا.. فلاں مسلمان بھائی کا نہیں، ہمارا بھی تو ہے۔تو جس طرح ان پر خدمتِ دین کی ذمہ داری ہے، ہم پر کیوں نہیں؟..........

☆اگر ہمیں گرفتِ آخرت کا خوفِ حقیقی ہوتا تو یقیناً اطراف میں لوگوں کی آخرت سے غفلت اور گناہوں میں سکون کی تلاش کی قابلِ مذمت کوشش اور اس کے جواب میں ہماری سردمہری دل کو بے قرار کردیتی..............لیکن ایسا نہیں بلکہ اس کے برعکس ہم تو گناہوں پر دوسروں کی حوصلہ افزائی اور خود عملی طور پران سے ہر قسم کے تعاون کے لئے ہمہ وقت تیار نظر آتے ہیں؟..............

☆اگر ہمیں جنت کی سچی طلب ہوتی تو یقیناً ہم اس راہ میں ہر قسم کی مشقتیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت اسی طرح تیار رہتے، جس طرح دنیا کی سچی لگن ہمیں بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کا حوصلہ فراہم کرتی رہتی ہے۔..............لیکن افسوس! کہ دنیا کے لئے دھکے، گالیاں، بے عزتی اور ہر قسم کی ذلت برداشت کرلینے والا، اس راہِ پاکیزہ میں ایک لفظ بھی برداشت کرنے اور اس صبر کی بدولت جنت میں درجات کی بلندی کے حصول کے لئے تیار نظر نہیں آتا۔

محترم اسلامی بھائیو!

واقعی دین کے لئے پر اخلاص قربانیاں، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا ہی

Marfat.com

حصہ ہیں۔ہم جیسے نازک اندام مسلمان جنھیں گھر بیٹھے ہی اسلام جیسی لازوال نعمت حاصل ہوگئی،اس معاملے میں کسی قسم کا قربانی کا ذہن بنانے کے لئے تیار نہیں آتے ،نہ تو ہماری جیبوں سے مال نکلتا ہے،نہ ہی اپنا وقت دینے کے لئے تیار ہیں.

آہ!

☆ پھر دین کا کام کیسے ہوگا؟..........

☆ لوگ نیک کیسے بنیں گے؟.........

☆ گناہوں سے کنارہ کشی کس طرح ممکن ہوگی؟..........

☆ دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کیسے کیا جائے گا؟.......

میرے پیارے اسلامی بھائیو!

ہمیں ہمت کرنا ہوگی.....دین کے کام کو اپنا کام سمجھنا ہوگا.....اس کے نقصان پر افسوس کا اظہار کرنے اور ترقی پر خوش ہونے والا دل رکھنا ہوگا.........اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ایک وقت آئے گا کہ ایمانی ہلاکت کا باعث بننے والا برائیوں کا یہ سیلاب،ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی اپنے ساتھ بہا کر جہنم کے کسی گندے نالے میں گرا دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تبلیغِ دین کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے؟ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿2﴾ اچھے ماحول کی برکتیں

(1) دنیاوی سفر سے پیشتر قابلِ توجہ امور

(2) سفرِ آخرت پر غور

(3) محاسبہ اور اخروی تیاری کے لئے ضروری امور

(i) علمِ دین کا حصول۔ (ii) عمل کی سعادت۔

(iii) عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے پرہیز پر استقامت۔

(iv) خوفِ خدا۔ (v) عشقِ رسول ﷺ (vi) توبہ

(vii) صحبتِ نیک۔ (viii) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

(4) محاسبہ

(5) ان تمام امور کے حصول کے لئے مقام وطریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) دنیاوی سفر سے پیشتر قابلِ توجہ امور

پیارے اسلامی بھائیو!

جب انسان کو کوئی سفر لاحق ہوتا ہے تو یقیناً اس کی تیاری بھی کی جاتی ہے۔ اور تیاری کے سلسلے میں کئی چیزوں کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ مثلاً

(1) ساتھ جانے والے کو:۔

یعنی دیکھا جاتا ہے کہ ساتھ کوئی جارہا ہے یا نہیں۔ اگر جارہا ہو تو سفر آسان ہو جاتا ہے تیاری کم کرنی پڑتی ہے کیونکہ کچھ ذمہ داری جانے والا خود اٹھاتا ہے کچھ ساتھ والے پر ڈالتا ہے۔ اور اگر کوئی بھی ساتھ نہ ہو تو پھر تیاری میں مبالغہ کیا جاتا ہے تاکہ اکیلے کسی قسم کی کمی محسوس نہ ہو۔

(2) سفر کی طوالت وسختی:۔

اگر سفر طویل وسخت ہو تو اس کی آسانی کے لئے اتنا ہی اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ دوسروں کی محتاجی نہ اٹھانی پڑے اور تکلیف کم سے کم محسوس ہو۔ اور اگر سفر مختصر اور آرام دہ ہو تو پھر اتنا زیادہ اہتمام کرنے اور پریشان ہونے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی جیسے ہوائی جہاز کا ایسا سفر جو ایک آدھ گھنٹے میں ختم ہو جائے۔

(3) جس مقام پر جانا ہو وہاں پر قیام کی مدت اور سہولتیں:۔

چنانچہ اگر کسی رشتہ دار کے ہاں جانا ہو اور وہ ہوں بھی صاحبِ حیثیت تو اب زیادہ تیاری کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی طرف سے سہارا حاصل ہو جائے گا۔ اور اگر کسی ایسی جگہ جانا جانا ہو کہ جہاں جاننے والا کوئی نہ ہو اور تمام تر خرچہ اپنی جیب سے کرنا پڑے گا اور رہنا بھی کافی عرصہ ہو گا تو اب بلاشک وشبہ اتنی ہی زیادہ اور محتاط تیاری کرنی ہو گی۔

Marfat.com

(2) سفرِ آخرت پر غور

پیارے اسلامی بھائیو!

جب دنیاوی سفروں کے بارے میں ہماری یہ سوچ ہے اور صرف سوچ کی حد تک نہیں بلکہ اس کے بعد عملی کوشش بھی ضرور ہوتی ہے۔تو پھر کاش! کبھی ہم آخرت کے سفر کے بارے میں غور کر لیتے............

کیونکہ یہ سفر نہ صرف بہت طویل و کٹھن ہے بلکہ اسے طے بھی تنہا کرنا ہے۔آپ غور فرمائیں کہ مرنے کے بعد ہزار ہا برس تو قبر میں رہنا ہوگا....پھر قیامت کا پچاس ہزار سالہ دن اور اس کے بعد ان شاء اللہ جنت یا خدانخواستہ دوزخ............

(3) محاسبہ اور اخروی تیاری کے لئے ضروری امور

ہر صاحبِ عقل شخص بآسانی اور فوری فیصلہ کر سکتا ہے کہ دنیاوی طویل ومشقت سے بھرپور اور اکیلے سفر سے کہیں زیادہ اس سفر کی تیاری کی ضرورت ہے۔تو کیا ہم نے بھی عقل مندی کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے اسکی تیاری کے بارے میں سنجیدگی سے غور و تفکر کرنے کی زحمت گوارا کی؟............

اگر جواب ہاں میں ہو تو خدا کا شکر ادا کر کے مزید کوشش جاری رکھیں اور اگر نہ میں ہو تو پھر گزارش ہے کہ اس سفر کی تیاری کے لئے چند چیزوں کا تیار کرنا بے حد ضروری ہے، کیونکہ اس زادِ راہ کے بغیر سفرِ آخرت میں کامیابی ممکن نہیں۔

(i) علمِ دین کا حصول۔(ii) عمل کی سعادت۔

(iii) عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے پرہیز پر استقامت۔

(iv) خوفِ خدا۔(v) عشقِ رسول ﷺ (vi) توبہ

(vii) صحبتِ نیک۔(viii) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

Marfat.com

اب میں آپ کی خدمت میں ان تمام امور کی اہمیت کے سلسلے میں چند باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(1) علمِ دین کا حصول:۔

اس بارے میں کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ آخرت کی تیاری کے سلسلے میں عقائد، عبادات اور گناہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔اور ان کی مکمل معرفت علمِ دین کے بغیر ممکن نہیں۔ جاہل اپنی جہالت کی بناء پر بسا اوقات غلط عقیدے کو اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً بعض جہلاء اس قسم کے عقیدے کا برملا اظہار کرتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی جگہ معین کرنا ممنوع ہے کیوں کہ بہارِ شریعت (حصۂ اول) میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے۔''

پھر اگر عقائد درست ہوں تو اسے معلوم نہیں ہوتا کہ عبادت کس طرح مکمل ہوتی ہے اور کون کون سی غلطیاں اس کے ثواب کو ضائع کروا دیتی ہیں۔ یونہی چونکہ اسے گناہوں کی مکمل معرفت حاصل نہیں ہوتی مثلاً حسد کیا ہے؟ ریاء کاری کسے کہتے ہیں؟ بخل کی تعریف کیا ہے؟ تکبر کی شرائط کون کون سی ہیں؟ وغیرہ وغیرہ لھذا اس کے لئے بے شمار گناہوں سے بچنا ممکن نہیں رہتا، بلکہ بعض اوقات تو اپنی اسی جہالت کی بناء پر گناہ کو ثواب سمجھ کر کرتا ہے۔ مثلاً زمین پر پڑے ہوئے پیسے اٹھا کر اپنی طرف سے ثواب کی نیت کے ساتھ خرچ کرتا ہے.. یا.. سود ورشوت کے پیسے کو راہِ الٰہی میں خرچ کر کے ثواب کی امید لگاتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں فعل حرام ہیں۔ جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے، اگر موضوع سے ہٹ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ضرور آپ کی خدمت میں بالتفصیل

Marfat.com

وجوہات عرض کرتا۔

(2)عمل کی سعادت:۔

علمِ دین کے حصول کے بعد اس پر عمل کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔صرف علمِ دین حاصل کر کے رک جانا اور عمل نہ کرنا باعثِ ہلاکتِ آخرت ہوسکتا ہے۔امامِ غزالی (رحمہ اللہ) اسی بات کو ایک بہت پیاری مثال سے بیان فرماتے ہیں کہ،

''علم حاصل کر کے عمل نہ کرنے والے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک طبیب نے علاج کے بہترین طریقے سیکھے اور اس سے متعلق بہت سی کتابیں بھی جمع کرلیں۔پھر اسے ایک مہلک مرض لاحق ہوگیا جس کا علاج بھی اس کے پاس موجود تھا،لیکن اس نے دوانہیں کھائی بلکہ صرف زبان سے کہتا رہا کہ میرے پاس اس کا علاج موجود ہے اور اپنی کتابوں کو دیکھ کر خوش ہوتا رہا،حتی کہ مرض نے زور پکڑا اور وہ موت کا شکار ہوگیا۔'' (احیاء العلوم)

اسی وجہ سے ہمارے اسلاف عمل کی اہمیت کو بار بار واضح فرماتے رہے چنانچہ،

{1} ایک مرتبہ بعدِ نمازِ فجر پیارے آقا ﷺ نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا،''میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اور وہ سچ ہے،تم اسے خوب سمجھ لو۔آج میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے ایک لمبے چوڑے پہاڑ پر لے گیا۔جب ہم اس کے درمیانی حصے میں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ کچھ مرد اور عورت ایسے ہیں جن کے منہ چیر دئے گئے ہیں۔میں نے دریافت کیا کہ''یہ کون لوگ ہیں؟''عرض کی گئی کہ''یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کہا کرتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔'' (شرح الصدور)

Marfat.com

{2} حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے کہ "میں امت کے منافق عالم سے خائف ہوں۔" عرض کی گئی "منافق عالم کون ہوتا ہے؟" فرمایا، "جس کی زبان عالم ہو مگر دل اور عمل جاہل ہوں۔ (یعنی وہ بے عمل ہو)" (مکاشفۃ القلوب)

{3} حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) فرمایا کرتے تھے کہ "جو شخص نہیں جانتا اس کے لئے ایک تباہی ہے اور جو جانتا ہے لیکن اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس کے لئے سات مرتبہ تباہی و ہلاکت ہے۔" (تنبیہ الغافلین)

{4} مروی ہے کہ تین قسم کے اشخاص کو بروزِ قیامت سب سے زیادہ حسرت ہوگی۔

(i) وہ آقا کہ جس کا نیک غلام جنت میں اور وہ خود اپنی بداعمالیوں کی بناء پر جہنم میں جائے گا۔

(ii) وہ شخص جس نے مال جمع کیا، اور اس سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کئے بغیر مر گیا۔ پھر ورثاء نے اس مال کو طاعتِ الٰہی میں خرچ کیا، تو یہ لوگ اس کے باعث جنت میں چلے جائیں گے، جب کہ مال جمع کرنے والا جہنم میں جائے گا۔

(iii) وہ بے عمل شخص کہ جو لوگوں کو اچھی باتیں بتاتا تھا، لیکن خود عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ پھر لوگ ان باتوں پر عمل کر کے جنت پا جائیں گے، لیکن یہ بدنصیب اپنی بے عملی کے باعث داخلِ جہنم ہوگا۔ (تنبیہ الغافلین)

(3) عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے پرہیز پر استقامت:۔

اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی ادائیگی ہم پر فرض یا واجب قرار دی ہے اسے استقامت سے ادا کرنا اور جس چیز سے منع فرمایا اس سے رک جانے پر پابندی

Marfat.com

اختیار کرنا بھی آخرت کی تیاری کے سلسلے میں بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ جنت میں داخلے اور جہنم سے آزادی کے حصول کے سلسلے میں یہ دو چیزیں بہت اہم کردار ادا کریں گی۔ جیسا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ، ''سن لو! جنت خلافِ نفس امور کی وجہ سے ملے گی اور دوزخ میں لوگ خواہشات کی پیروی کی بناء پر جائیں گے۔'' (احیاء العلوم)

یقیناً عبادات، خلافِ نفس امور اور گناہ خواہشاتِ نفسانی کے تحت داخل ہیں۔

(4) خوفِ خدا:۔

اللہ تعالیٰ کا خوف بھی اخروی کامیابی کے لئے بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ جس کے دل میں خوفِ خدا نہ ہو اسے گناہوں سے وحشت نہ ہو گی.. اور.. نہ ہی عبادت پابندی سے ادا کر سکے گا، لامحالہ شیطان اسے تباہ و برباد کر دے گا۔ نیز دنیا و آخرت میں ہر غم و فکر سے نجات کے لئے بھی اس کا ہونا لازم ہے۔ جیسا کہ پیارے آقا ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم، ! میں ایک بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا۔ یعنی اگر کوئی بندہ دنیا میں مجھ سے ڈرے گا تو آخرت میں اس کو بے فکر رکھوں گا اور اگر دنیا میں بے خوف رہا تو آخرت میں اسے فکر مند رکھوں گا۔ (شعب الایمان جلد اول)

(5) عشقِ رسول ﷺ:۔

علمِ دین کے حصول، عمل کی سعادت، گناہوں سے پرہیز، عبادات پر استقامت اور خوفِ خدا کے ساتھ ساتھ ایک مومنِ صادق کے سینے کا رحمت

Marfat.com

عالم، محبوبِ باری تعالیٰ، سید الانبیاء ﷺ کے عشق و محبت سے لبریز ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ سرکارِ نامدار، شفیعِ روزِ شمار ﷺ کا فرمانِ ذیشان ہے، ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے ماں باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (بخاری و مسلم)

اور محبتِ رسول ﷺ کی بناء پر ایمانِ کامل، دخولِ جنت کا سبب ہے جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا، ''مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ یعنی جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی)

(6) توبہ:۔

کامیابی آخرت میں توبہ بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ بتقضائے بشریت گناہوں سے بچنا ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ اب اگر یہ گناہ ہمارے ساتھ ہی بارگاہِ الٰہی میں پہنچ گئے تو ہوسکتا ہے کہ جہنم میں داخلے کا سبب بن جائیں۔ یہ اللہ عزوجل کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں توبہ کا راستہ بتا کر دوبارہ سنبھلنے کا موقع عطا فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے،

''وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔'' (ترجمۂ کنزالایمان۔ پ۵۔ نساء ۱۱۰)

(7) صحبتِ نیک:۔

مذکورہ تمام امور کے باوجود اگر کوئی صحبتِ نیک کو باقاعدہ اختیار نہ کرے تو بہت جلد دوبارہ غفلت واخروی لحاظ سے بے پرواہی اسے اپنے گھیرے میں لے لے گی۔ چنانچہ،

پیارے آقا علیہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''اچھے اور برے مصاحب کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والی جیسی ہے۔ کستوری اٹھانے والے تمہیں دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی۔ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔'' (مسلم و بخاری)

(8) نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا:۔

تمام تر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا بھی لازم و ضروری افعال میں سے ہے۔ یہ ایک ایسا ضروری عمل ہے کہ جس میں کوتاہی کے باعث پچھلی امتوں کو عذابِ الٰہی کا سامنا کرنا پڑا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

''فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْ بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ☆ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ☆ تو کیوں نہ ہوئے تم میں سے اگلی سنگتوں میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا کہ زمین میں فساد سے روکتے ہاں ان میں بہت تھوڑے تھے وہی جن کو ہم نے نجات دی اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا اور وہ گناہ گار تھے۔ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے اور ان کے لوگ اچھے ہوں۔

(ترجمۂ کنز الایمان۔ پ ۱۲۔ ہود، ۱۱۷)

Marfat.com

(4) محاسبہ

پیارے اسلامی بھائیو!

ان تمام باتوں کو جاننے کے بعد اب یقیناً ان کے حصول کے بارے میں اپنا محاسبہ کرنا لازم وضروری ہے کہ یہ تمام چیزیں ہمیں بھی حاصل ہیں..یا.. نہیں۔اگر جواب نہ میں ہو تو پھر وقت ضائع کرنا حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں ،ہمیں فوراً سے پیشتر ان کے حصول کے لئے کوشش شروع کردینی چاہیئے۔

(5) ان تمام امور کے حصول کا مقام وطریقہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سب چیزوں کے حصول کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے اور کیا دنیوی مصروفیات کے باوجود یہ تمام چیزیں پالینا ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں یہ بالکل ممکن ہے۔اور اس کے لئے طریقہ یہ ہے کہ جس طرح دنیاوی سفر درپیش ہونے کی صورت میں زادِ راہ کی لسٹ بنائی جاتی ہے اور پھر ان تمام چیزوں کے لئے بازار کا رخ کیا جاتا ہے۔یونہی اخروی سفر کے لئے ضروری سامان کی فہرست تیار کرنے کے بعد ہمیں ایسے مقام کا رخ کرنا چاہیئے کہ جہاں یہ تمام چیزیں بآسانی دستیاب ہوسکیں،اور وہ مقام ایک دینی ماحول ہے۔

کیونکہ جب انسان کسی دینی ماحول میں اٹھنا بیٹھنا شروع کرتا ہے تو اس ماحول سے وابستہ لوگوں کی صحبت کی برکت سے دینی معلومات میں اضافہ ہونا شروع ہوجاتا ہے،کچھ معلومات تو باہم گفتگو سے اور کچھ بیانات وغیرہ کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں،پھر اس وابستگی کی وجہ سے دینی کتابیں پڑھنے کا شعور بھی حاصل ہوجاتا ہے اور یوں انسان کم ازکم اپنی ضرورت کے تمام مسائل جاننے

Marfat.com

میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پھر جب ایسے ماحول کی برکت سے باعمل اسلامی بھائیوں کی صحبت حاصل ہوتی ہے تو خود بھی عمل کرنے اور بے عملی ترک کر دینے کو دل چاہتا ہے اور بسا اوقات ایسے باعمل اسلامی بھائیوں کے سامنے بے عملی اختیار کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، یوں آہستہ آہستہ غیر محسوس طریقے سے آدمی باعمل بنتا چلا جاتا ہے۔

عبادات پر استقامت اور گناہوں سے دوری بھی اس وقت تک دشوار محسوس ہوتی ہے جب تک ہمارے سامنے کوئی شخص انھیں استقامت سے نہ اپنائے ہو اور اگر بہت سے افراد اجتماعی طور ان امور پر عمل پیرا نظر آئیں تو دیکھنے والی کی ذات میں بھی ان کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔ دینی ماحول کی ایک برکت یہ بھی دیکھی گئی ہے کہ قریب آنے والا مذکورہ وجوہات کی بناء پر بہت جلد عبادت اور پرہیزِ گناہ پر استقامت پزیر ہو جاتا ہے اور حیرت انگیز طور پر ان امور کے سلسلے میں کسی قسم کی مشقت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

پھر ایسے ماحول کی پاکیزہ فضا قلبِ انسان میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکے حبیب ﷺ کی محبت بھی کوٹ کوٹ کر بھر دیتی ہے۔ کیونکہ جب تک انسان گناہوں پر دلیر اور دنیوی اشیاء کی محبت میں گرفتار حضرات کی صحبت اختیار کرتا رہتا ہے اس کی خدا خوفی میں کمی اور مادی چیزوں کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن جب ایسے افراد کی صحبت ملے کہ جو بات بات میں اللہ تعالیٰ کی گرفت کا دھیان رکھنے والے اور اپنے نبی کی اطاعت واتباع میں سر دھڑ کی بازی لگانے کے لئے تیار نظر آتے ہوں، تو لامحالہ ساتھ رہنے والے شخص میں بھی ان عمدہ صفات کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ پھر وہ بھی جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

ڈرتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضوں کے مطابق رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا والے کاموں میں مصروفِ عمل ہو جاتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ہی اس کا ظاہر و باطن پکار پکار کر اس کی خدا خوفی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دے رہا ہوتا ہے۔ اور یہی خوفِ خدا اسے بار بار سابقہ زندگی میں کئے ہوئے گناہوں پر توبہ کی جانب مائل کر دیتا ہے۔

پھر چونکہ دینی ماحول سے وابستہ حضرات اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ** ☆ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم کریں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (ترجمۂ کنزالایمان۔پ ۴۔ال عمران ۱۰۴)

کی روشنی میں اصلاحِ معاشرہ کے لئے رات دن اپنی صلاحیتیں استعمال کرنے میں سعادت محسوس کرتے ہیں ،لھذا قریب آنے والا بھی اس عادت پاکیزہ میں سے حصہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پہلے اگر یہی شخص برائی کو دیکھ کر نظر انداز کر دیا کرتا تھا،تو اب ماحول کے رنگ میں رنگنے کا شرف حاصل کرنے کے بعد اسے روکے بغیر چین و قرار نہیں پا سکتا۔ پہلے اپنے اطراف میں رہنے والوں کے ساتھ گناہوں میں تعاون کی حماقت سرزد ہو جاتی تھی تو اب اسے ختم کرنے کی سعادت میں سے حصہ حاصل کئے بغیر ضمیر کی ملامت سے چھٹکارہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ دینی ماحول ہمیں آخرت کی تیاری کے سلسلے میں ہر قسم کا زادِ راہ وافر مقدار میں فراہم کرتا ہے،لھذا اس سے وابستگی از حد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی اطمینان بخش ہے کہ اس وابستگی کی

بناء پر وابستہ ہونے والے کا کسی قسم کا دنیاوی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس لحاظ سے بھی اسے ترقی و کامرانی ہی نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا واضح فرمانِ عالیشان موجود ہے کہ'' یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡکُمۡ ۔اے ایمان والو اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔''

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ ۲۶۔محمد ۷)

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی ماحول سے وابستہ ہو جانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ دعوتِ اسلامی کے غیر سیاسی ،پاکیزہ مدنی ماحول سے وابست ہونے کی سعادت حاصل فرمائیں تو بے حد فائدے محسوس ہوں گے۔ الحمدللہ! اس ماحول نے بے شمار خاندانوں کی زندگیوں میں مدنی انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ آپ بھی سوچئے نہیں بلکہ اس برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے آگے بڑھنے میں جلدی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿3﴾ رحمتِ الٰہی کی امید رکھنا واجب ہے

(1) اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنے کے فوائد

(2) امیدِ رحمت، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے عین مطابق ہے۔

(3) اس سلسلے میں ہمارے اکابرین کا کردار

(4) رحمتِ الٰہی سے متعلقہ آیات واحادیث وواقعات کس کے لئے نفع بخش ہیں۔

(5) رحمتِ الٰہی کی ناجائز امید اور اس کا رد

(6) اللہ تعالیٰ کی رحمت

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) رحمتِ الٰہی کی امید رکھنا واجب ہے

پیارے اسلامی بھائیو!

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت وکرم کی امید رکھنا ہم پر واجب ہے، جب کہ اس معاملے میں مایوسی انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ''لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ (ترجمۂ کنزالایمان۔پ۲۴۔الزمر۵۳)

اس فرمانِ عالیشان کی روشنی میں ہمیں ہر موقع پر اللہ تعالیٰ سے بہتری وبھلائی کی امید ہی رکھنی چاہیئے۔اس کے علاوہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس معاملے میں تلقین ارشاد فرمائی ہے۔جیسا کہ

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ۳ روز قبل فرماتے ہوئے سنا کہ'' تم لوگ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا۔'' (مسلم)

(2) اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنے کے فوائد

اللہ تعالیٰ سے ہر معاملے میں اچھا گمان رکھنا، نہ صرف آیتِ مبارکہ سے ثابت شدہ واجب پر عمل پیرا ہونے کی سعادت دلوائے گا بلکہ دیگر بہت سے ایسے فائدے بھی حاصل ہوسکتے ہیں کہ جن کا ذکر احادیثِ مبارکہ میں بکثرت ملتا ہے۔ان میں سے چند فائدے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، گزارش ہے کہ انھیں بغور سماعت فرمایئے۔

(1) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھے کہ یہی جنت کی قیمت ہے۔ (شرح الصدور)

Marfat.com

وضاحت:۔

یعنی جب بندہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے گا تو اللہ عزوجل کی رحمت سے بعید ہے کہ اسے مایوس فرمادے۔لھذا جب انسان اپنی خطاؤں کے باوجود اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور جنت کی امید لگائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے یہ دونوں چیزیں عطا فرمادے گا۔تو گویا یہ حسنِ ظن ہی جنت کی قیمت ثابت ہوگا۔

(2) حضرت عبداللہ ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ واللہ! بندہ اللہ تعالیٰ سے جو اچھا گمان رکھے گا، اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمادے گا۔(شرح الصدور)

وضاحت:۔

مذکورہ فرمانِ عالیشان میں دنیا..یا..آخرت کی کوئی قید نہیں ہے۔گویا کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت میں سے جس کے بارے میں بھی نیک گمان رکھا جائے، وہ اسے پورا فرمادے گا۔

ان فوائد کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنے ربِ کریم سے ہمہ وقت اچھا گمان رکھنے کی سعادت حاصل کر کے اس کی مزید رحمتوں کے مستحق بنتے رہیں۔

(3) امیدِ رحمت، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے عین مطابق ہے

اگر احادیثِ مبارکہ کا مزید مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا خود اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہی چاہتے ہیں کہ بندے اللہ تعالیٰ سے ہرگز ہرگز مایوس نہ ہوں، یہی وجہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادتی کو بیان فرما کر بندوں کو مایوسی کی دلدل سے نکالنے

Marfat.com

..یا..بچانے کی کوشش فرمائی ہے۔ مثلاً

(1) مروی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کی کہ ''قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا حساب کون کرے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''اللہ تعالیٰ حساب فرمائے گا۔'' اس نے عرض کی، ''کیا وہ خود ہی حساب فرمائے گا؟'' آقا ﷺ نے جواب دیا ''ہاں۔'' یہ سنکر وہ اعرابی ہنسنے لگا۔ آقا ﷺ نے وجہ دریافت کی تو عرض کرنے لگا کہ ''میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ ''کریم جب غالب ہوتا ہے تو وہ بندے کی تقصیر معاف فرمادیتا ہے اور حساب آسانی سے لیتا ہے۔'' رحمتِ دوعالم ﷺ نے فرمایا ''اعرابی نے سچ کہا، رب کریم سے زیادہ کوئی کریم نہیں ہے، یہ اعرابی بہت بڑا فقیہ اور دانش مند ہے۔''

(احیاء العلوم)

(2) ایک مقام پر سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''اگر میرا بندہ آسمان بھر کے گناہ کرے، پھر استغفار کرے اور مغفرت کی امید رکھے گا تو میں اسکو بخش دوں گا اور اگر بندہ زمین بھر کے گناہ کرے تو بھی میں اسکے واسطے زمین برابر رحمت رکھتا ہوں۔'' (مسند امام احمد بن حنبل)

(3) سلطانِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو پیدا کرنے کے بعد فرمایا، میری رحمت، میرے غضب پر سبقت لے گئی۔''

(المعجم الکبیر للطبرانی)

(4) پیارے آقا ﷺ نے فرمایا، ''حق تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے، جتنی ماں، اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔'' (بخاری)

(5) سرکارِ دوعالم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس قدر، رحمت فرمائے گا جو کسی کے خیال میں بھی نہیں ہے، یہاں تک

Marfat.com

کہ ابلیس بھی اسکی رحمت کی امید میں اپنی گردن اٹھائے گا۔" (الدر المنثور)

(6) نورِ مجسم، شاہ بنی آدم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی ۱۰۰ رحمتیں ہیں، ۹۹ رحمتیں، اس نے قیامت کے لئے رکھی ہیں اور دنیا میں فقط ایک رحمت ظاہر فرمائی ہے۔ ساری مخلوق کے دل اسی ایک رحمت کے باعث رحیم ہیں۔ ماں کی شفقت و محبت اپنے بچے پر اور جانوروں کی اپنے بچے پر مامتا، اسی رحمت کے باعث ہے۔

قیامت کے دن ان ننانوے رحمتوں کے ساتھ اس ایک رحمت کو جمع کر کے مخلوق پر تقسیم کیا جائے گا، اور ہر رحمت آسمان و زمین کے طبقات کے برابر ہوگی۔ اور اس روز سوائے ازلی بد بخت کے اور کوئی تباہ نہ ہوگا۔" (مسلم)

(7) سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے جنتی اور دوزخیوں میں سے نکلنے والے آخری شخص کو جانتا ہوں کہ وہ شخص ہوگا جسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائیگا کہ "اس پر اسکے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہ چھپائے رکھو۔" چنانچہ اسکے چھوٹے گناہ پیش کئے جائینگے اور کہا جائیگا کہ "تو نے فلاں دن فلاں گناہ اور فلاں دن فلاں گناہ کئے؟" وہ انکار کرنے کی ہمت نہ کرے گا اور کہے گا "ہاں!" اور وہ اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی پیش کردئے جائیں۔

اس سے کہا جائیگا کہ تیرے لئے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی ہے۔ تب وہ کہے گا کہ "میں نے تو اور بڑے بڑے گناہ بھی تو کئے ہیں وہ یہاں نظر نہیں آرہے؟" حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کی مسکراہٹ کے باعث داڑھیں چمک گئیں۔" (مسلم)

(8) حضرتِ سعید ابن ہلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں کو جہنم

سے باہر لایا جائے گا۔حق تعالی ارشاد فرمائے گا'' جو عذاب تم نے دیکھا وہ تمھارے ہی عملوں کے سبب سے تھا، میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں۔'' پھر ان کو دوبارہ جہنم میں ڈالے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ان میں سے ایک شخص زنجیریں پڑی ہونے سے باوجود، جلدی جلدی، دوزخ کی طرف جائے گا اور کہتا جائے گا، کہ''میں گناہوں کے بوجھ سے اتنا ڈر گیا ہوں کہ اب اس حکم کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کرسکتا۔''

اور دوسرا کہے گا کہ،''یاالٰہی! میں نیک گمان رکھتا تھا اور مجھے امید تھی کہ ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد، دوبارہ دوزخ میں ڈالنا، تیری رحمت گوارانہ کرے گی۔'' تب اللہ تعالی کی رحمت جوش میں آئیگی اور ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم)

پیارے اسلامی بھائیو!

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بے حد مہربان ورحم والا ہے لھذا ایسے عظیم وکریم رب کی بارگاہ سے راہِ فرار نہیں بلکہ، یہاں جائے قرار بنانی چاہیئے۔

(4) اس سلسلے میں ہمارے اکابرین کا کردار

ہمارے اکابرینِ اسلام بھی مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے یقین کی جانب مائل فرمانے کے لئے کوشش فرماتے رہے لھذا اس کے لئے ایک طریقہ یہ بھی اختیار فرمایا کہ اپنی کتب میں ایسے واقعات بھی خاص طور پر ذکر فرمائے کہ جن کے ذریعے اللہ سے حسنِ ظن رکھنے پر انعامات کی بارشیں کی گئیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی (رحمہ اللہ) شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں کہ.....

(۱) ابو غالب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،''میں ملک شام میں ایک شخص

Marfat.com

کے پاس گیا۔ اس آدمی کا ایک بھتیجا تھا جو بہت گناہ گار و سرکش تھا۔ یہ شخص، اسے بہت سمجھاتا، مگر وہ، اسکی بات نہ مانتا۔ اتفاقاً وہ لڑکا بیمار ہوگیا تو اس نے اپنے چچا کو بلوایا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ لیکن میں اسے سمجھا بجھا کر اسکے بھتیجے کے پاس لے گیا۔ اس نے آتے ہی اپنے بھتیجے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ ''اے دشمن خدا! تو نے ایسا نہیں کیا؟ تو نے ویسا نہیں کیا؟''

اس نوجوان نے پوچھا، ''اے چچا جان! یہ تو بتایئے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کے حوالے کر دیتا تو وہ میرے ساتھ کیا کرتی؟'' اس شخص نے جواب دیا، ''وہ تجھ کو جنت میں داخل کرتی۔'' تو نوجوان نے کہا ''بخدا، خدائے کریم، مجھ پر میری ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

جب اس نوجوان کا انتقال ہوا اور اس کے چچا نے اسے دفن کیا تو قبر پر اینٹیں رکھتے وقت' ایک اینٹ گر پڑی۔ اسکا چچا کود کر ایک طرف کو ہٹ گیا۔ میں نے دریافت کیا، ''اے بھائی کیا معاملہ ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ ''اسکی قبر کو تو نور سے بھر کیا گیا ہے اور حد نگاہ تک اسمیں وسعت کر دی گئی ہے۔''

اسی طرح ایک اور واقعہ ان الفاظ میں نقل فرمایا،

(۲) حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'میرا ایک نافرمان بھانجہ بیمار ہوگیا تو اسکی ماں نے مجھے بلوایا۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کے سرہانے کھڑی رو رہی ہے۔ میرے بھانجے نے مجھ سے پوچھا، ''ماموں، یہ کیوں رو رہی ہے؟'' میں نے کہا، ''یہ تیری برائیوں کی وجہ سے رو رہی ہے۔'' اس نے کہا کہ ''کیا ماں مجھ پر رحم نہیں کرتی ہے؟'' میں نے جواب دیا، ''کیوں نہیں۔'' اس نے کہا، 'میرا رب (عزوجل) مجھ پر میری ماں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔''

Marfat.com

جب وہ مر گیا، تو میں نے کچھ لوگوں کی مدد سے اسے قبر میں اتارا۔ جب ہم نے اس کی قبر پر اینٹیں رکھیں تو میں نے جھانک کر قبر میں دیکھا، معلوم ہوا کہ اسکی قبر تاحد نگاہ وسیع کر دی گئی ہے۔ میں نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ "کیا تم نے بھی یہی دیکھا جو میں دیکھ رہا ہوں؟" انھوں جواب "ہاں!" تو میں سمجھ گیا کہ یہ اسی کلمہ کی وجہ سے ہے جو مرتے وقت کہا تھا۔

نیز ذکر فرماتے ہیں کہ،

(۳) حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میرا ایک بھتیجا تھا، وہ شدید بیمار ہو گیا، لیکن اسکی نافرمانیوں کے باعث، میں اسکی عیادت کے لئے نہ گیا، لیکن جب نزع کا وقت آیا تو میرے دل میں محبت نے جوش مارا، چنانچہ میں اسکی آخری رات، اسکے پاس رات بھر بیٹھا رہا۔ اسی رات میں نے دیکھا کہ دو کالے آدمی ہتھوڑے لئے ہوئے نمودار ہوئے۔ پھر دو فرشتے گھر کی چھت سے اترتے ہوئے دکھائی دئے۔ میں نے انکی آواز سنی کہ ایک فرشتہ دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ "تو اسکے پاس جا کر دیکھ کہ اس نے کوئی نیکی کی بھی ہے یا نہیں؟"

چنانچہ دوسرا فرشتہ میرے بھتیجے کے قریب آیا اور اسکے سر، پیٹ اور پاؤں کو سونگھا، پھر واپس جا کر اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ "میں نے سر کو سونگھا، اسمیں قرآن پاک نہ پایا، پیٹ کو سونگھا، تو روزہ کا نام ونشان نہ ملا اور اسکے پاؤں کو سونگھا، تو ایک رات بھی عبادت کے لئے کھڑا رہنے کا اثر اسمیں نہ پایا۔" یہ سن کر پہلا فرشتہ آگے بڑھا اور اس نے میرے بھتیجے کے سر، پیٹ، ہتھیلی اور پاؤں کو سونگھا۔

پھر میں نے سنا کہ وہ تعجب سے کہہ رہا ہے، "حیرانی ہے کہ اللہ تعالی نے اس شخص کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں لکھا ہے، لیکن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصلتوں

میں سے کوئی خصلت بھی اسمیں نہیں پائی جاتی۔" پھر اسی حیرت کے عالم میں اس نے میرے بھتیجے کا منہ کھول کر اسکی زبان کہ نوک کو نچوڑا۔ اسوقت میں نے فرشتہ کو اللہ اکبر کہتے سنا اور وہ کہہ رہا تھا کہ "میں نے اسکی زبان کی نوک پر ایک تکبیر پائی جو اس نے روم کے شہر انطاکیہ میں بڑے اخلاص سے کہی تھی۔"

زبان نچوڑنے کے بعد مشک کی خوشبو پھیل گئی اور اسی وقت میرے بھتیجے کی روح قبض ہوگئی۔ جب فرشتہ روح قبض کر کے چلا تو اس نے دروازے پر کھڑے ہوئے دونوں سیاہ فام آدمیوں سے کہا کہ "تم دونوں لوٹ جاؤ، اس میت پر تمھارا کوئی قابو نہیں ہے۔" صبح جب میں نے یہ واقعہ لوگوں کو سنایا تو سب بہت متاثر ہوئے اور سب نے اسکی نماز جنازہ پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔

(نوادر الاصول)

(5) رحمتِ الٰہی سے متعلقہ آیات واحادیث وواقعات کس کے لئے نفع بخش ہیں؟

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ بات یاد رکھنی بہت ضروری ہے کہ اس قسم کی احادیث وواقعات کو بیان کرنے کا مقصد ہرگز ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ انسان ان کے پیشِ نظر گناہوں پر دلیر ہو جائے، جیسا کہ آج کل بآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ جب کسی مسلمان کو گناہ سے روکا جائے تو فوراً مسکرا کر کہا جاتا ہے کہ جی! ہم نے گناہ کر لیا تو کیا ہوا؟ اللہ کی رحمت بہت بڑی ہے وہ ہمیں معاف فرمادے گا۔"

اسی طرح جب کسی کو اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب سے ڈرایا جائے تب بھی کچھ اسی قسم کا جواب سنائی دیتا ہے کہ بھائی! یہ ڈرانے والی باتیں کسی اور کو جا

Marfat.com

کرسناؤ ہمیں تو اپنے اللہ کی رحمت پر کامل بھروسہ ہے۔ ان شاء اللہ ہم جہنم میں نہیں جائیں گے۔

بلکہ اس قسم کی باتیں دو قسم کے افراد کے لئے بیان کی گئیں ہیں۔

(1) ان حضرات کے لئے جو بہت زیادہ خوفِ الٰہی میں گرفتار ہوکر کثرتِ عبادت کے لئے ہمہ وقت سعی کرتے رہتے ہیں اور قریب ہے کہ یہ خوف انھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف سے ناامید کردے۔

(2) ان گناہگاروں کے لئے جو اپنے گناہوں کی زیادتی کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت ومغفرت کے حصول سے مایوسی کے قریب قریب پہنچ چکے ہیں۔

ان دو قسم کے حضرات جب اس قسم کی روایات سنیں گے تو خوف رکھنے والا سکون محسوس کرے گا اور اس طرح ضرورت سے زیادہ خوف کی وجہ سے ہلاکت سے بچ جائے گا اور مایوس گناہ گار ان سکون آور باتوں کی بناء پر مغفرت کی امید میں توبہ کی جانب مائل ہوگا۔

(6) رحمتِ الٰہی کی ناجائز امید اور اس کا رد

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بھی کچھ عرض کی جائے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ناجائز امید لگا کر گناہوں پر دلیر اور عباداتِ الٰہی سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ انھیں موت سے پہلے پہلے یہ بات سمجھنا ہوگی کہ اس قسم کے خیالات ہلاکت کے گہرے گڑھے میں گرانے کے علاوہ اور کوئی تحفہ نہیں دے سکتے۔ ان خیالاتِ فاسدہ کے باطل ہونے کو دو طرح ثابت کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

(۱) نقلی طور پر۔ (۲) عقلی طور پر۔

(۱) نقلی طور پر ان کا باطل ہونا:۔

نقلی طور پر ان کا باطل ہونا قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہے۔قرآن سے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے،

"وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ ☆ یہ ہے تمھارا وہ گمان، جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا اور اس نے تمھیں ہلاک کردیا تو اب رہ گئے ہارے ہوؤں میں۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ۲۴حم السجدۃ:۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھنے والے کو نیک اعمال اختیار کرنے کا حکم ہے نہ کہ ان سے راہِ فرار اختیار کرنے کا۔

اور حدیثِ پاک سے اس طرح کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو دین اور شرع کے تابع کرے اور موت کے بعد کے لئے ذخیرہ اعمال اکٹھا کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے نجات اور جنت کی امیدیں لگائے رکھے۔"

(مسند امام احمد بن حنبل)

(۲) عقلی طور پر ان کا باطل ہونا:۔

عقلی طور پر ان کے باطل ہونے کو کئی طرح ثابت کیا جا سکتا ہے۔مثلاً

(۱) ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر زیادہ بھروسہ ہے..یا..انبیاء وصحابہ واولیاء کرام کو؟ یقیناً آپ کا جواب یہی ہوگا کہ انبیاء وصحابہ واولیاء کو۔

Marfat.com

اب ہم دوسرا سوال کرتے ہیں کہ کیا کسی نبی یا صحابی یا ولی نے اس رحمتِ الٰہی کے حصول کے یقین کے باعث کسی فرض یا واجب کردہ عبادت کو ترک فرمایا؟.. یا..معاذ اللہ اپنی کسی خواہشِ نفسانی کی تکمیل کی کوشش کی؟ یقیناً آپ کا جواب انکار میں ہی ہوگا۔

اور اس انکار کے ساتھ ہی بخوبی واضح ہوگیا کہ آپ کے خیالات وعمل، انبیاء وصحابہ واولیاء سب کے خیالات وعمل کے مخالف ہیں۔ اب آپ بآسانی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ان نفوسِ قدسیہ کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بنے گی یا ناراضگی کا۔

(۲) کم از کم ایک مرتبہ ایسا ضرور کیجئے کہ اپنے تمام گھر والوں کو ایک کمرے میں بند کر کے اندر سے تالا لگا دیں۔ اور اب اللہ عزوجل کی رحمت سے امید لگا کر بیٹھ جائیں کہ وہ آسمان سے کھانے پینے کے تھال بھیجے گا۔

ہوسکتا ہے کہ آپ اس مشورے پر ارشاد فرمائیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ براہِ راست ہمارے لئے تھال بھیج دے اس نے اسباب کس لئے پیدا فرمائے ہیں؟ کھانے پینے کے لئے تو ہمیں کوشش کرنی پڑے گی تب ہی پیٹ میں کچھ جائے گا۔''

بس آپ کے اس جواب کے ساتھ ہی ہماری گزارش ہے کہ یہی سمجھانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اخروی تیاری کے لئے بھی اللہ نے اسباب مہیا فرمادیئے ہیں، جس طرح بغیر کوشش کے پیٹ نہیں بھرسکتا اسی طرح بغیر محنت کے جنت بھی نہیں مل سکتی۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس حقیقت کا کسی کو انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر کسی عمل کے بھی جنت عطا فرماسکتا ہے۔ لیکن اس کی

Marfat.com

مشیت یہی ہے کہ بندے نیک اعمال کر کے اس کے حصول کی کوشش کریں، لھذا ہمیں اپنے رب کی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کی کثرت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کا درست یقین عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿4﴾ ایثار ایک اعلیٰ سنت ہے

(1) حج کی قربانی

(2) ایثار کی تعریف

(3) اس بارے میں اکابرین کے ایمان افروز واقعات

(4) ایثار کی عادت اپنانے کا طریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) حج کی قربانی

حضرت ربیع بن سلمان (رحمہ اللہ) اپنا ایک ایمان افروز واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ —

میں ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے ساتھ حج پر جا رہا تھا۔ میرا بھائی بھی میرے ساتھ تھا۔ جب ہم کوفہ پہنچے تو میں ضروریاتِ سفر خریدنے کے لئے بازار کی طرف چلا گیا۔ وہاں میں نے ایک ویران سی جگہ میں دیکھا کہ ایک خچر مرا پڑا ہے اور بہت پرانے اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے ایک عورت چاقو سے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر تھیلے میں رکھ رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ عورت کوئی بھٹیارن ہو اور یہی مردار کا گوشت پکا کر لوگوں کو کھلا دے' چنانچہ مجھے اس کی تحقیق ضرور کرنی چاہئے، پس میں چپکے چپکے اس کے پیچھے ہولیا۔ چلتے چلتے وہ ایک مکان کے دروازے پر پہنچی، اس نے دروازہ بجایا تو اندر سے پوچھا گیا کہ "کون؟" تو جواب دیا، "کھولو! میں ہی بدحال ہوں۔" دروازہ کھلا تو میں نے دیکھا کہ چار بچیاں ہیں جن کے چہروں سے بدحالی اور مصیبت ٹپک رہی ہے۔ وہ عورت اندر داخل ہوگئی اور دروازہ بند ہوگیا۔ میں جلدی سے دروازے کے قریب گیا اور اس کے سوراخوں سے اندر جھانکنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اندر سے وہ گھر بالکل خالی اور برباد ہے۔ اس عورت نے وہ تھیلا ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگی، "لو! اس کو پکا لو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔"

وہ لڑکیاں اس گوشت کو کاٹ کاٹ کر لکڑیوں پر بھوننے لگیں۔ میرے دل کو اس سے بہت ٹھیس پہنچی اور میں نے باہر سے آواز دی کہ "اے اللہ کی بندی! خدا تعالیٰ کے واسطے اس کو نہ کھا۔" وہ کہنے لگی، "تم کون ہو؟" میں نے جواب دیا کہ "میں پردیسی ہوں۔" اس نے کہا "ہم تو خود مقدر کے قیدی ہیں، تین سال

Marfat.com

سے ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں ،تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟''میں نے کہا کہ ''مجوسیوں کے ایک فرقے کے سواء کسی مذہب میں مردار کھانا جائز نہیں۔'' کہنے لگی کہ ''ہم خاندانِ نبوت علیہ وسلم سے ہیں،ان کا باپ انتقال کر چکا ہے، جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا۔ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن ہمارا چار دن کا فاقہ ہے اور ایسی حالت میں مردار جائز ہو جاتا ہے۔''

ان کے حالات سن کر مجھے رونا آ گیا ،میں انہیں انتظار کرنے کا کہہ کر واپس ہوا اور اپنے بھائی سے کہنے لگا کہ ''میرا ارادہ حج کا نہیں رہا۔'' بھائی نے مجھے بہت سمجھایا،فضائل وغیرہ بتائے۔میں نے کہا کہ ''بس لمبی چوڑی بات نہ کرو۔'' پھر میں نے اپنا احرام اور سارا سامان لیا اور نقد چھ سو درھم میں سے سو درھم کا کپڑا خریدا اور سو درھم کا آٹا خریدا اور بقیہ پیسہ اس آٹے میں چھپا کر اس عورت کے گھر لے جا کر تمام چیزیں اس کو دے دیں۔وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگی اور کہنے لگی ،''اے ابن سلمان (رحمہ اللہ)! جا اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پیچھے سب گناہ معاف فرمائے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اور جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اور دنیا ہی میں تجھے ایسا بدل عطا فرمائے جو دنیا میں تجھ پر ظاہر ہو جائے۔''

سب سے بڑی لڑکی نے کہا ،''اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا دوگنا اجر عطا فرمائے اور آپ کے گناہ بخش دے۔'' دوسری لڑکی نے کہا کہ'' آپ کو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عطا فرمائے جتنا آپ نے ہمیں دیا۔'' تیسری نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ ہمارے نانا جان علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا حشر کرے۔'' چوتھی نے کہا کہ ''اے اللہ تعالیٰ! جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل جلدی عطا فرما اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے۔'' پھر میں واپس آ گیا۔

Marfat.com

میں مجبوراً کوفہ ہی میں رک گیا اور باقی ساتھی حج کے لئے روانہ ہو گئے ۔ جب حاجی لوٹ کر آنے لگے تو میں نے سوچا کہ ''ان کا استقبال کروں اور اپنے لئے دعا کرنے کا کہوں، شاید کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے۔'' جب مجھے حاجیوں کا قافلہ نظر آیا تو اپنی حج سے محرومی پر بے اختیار رونا آ گیا۔ میں ان سے ملا تو کہا کہ، ''اللہ تعالیٰ تمہارے حج کو قبول فرمائے اور تمہیں اخراجات کا بدلہ عطا فرمائے۔'' ان میں سے ایک نے پوچھا کہ ''یہ دعا کیسی؟'' میں نے کہا ''یہ اس شخص کی دعا ہے جو دروازے تک کی حاضری سے محروم ہو۔''

وہ کہنے لگے، ''بڑے تعجب کی بات ہے کہ اب تو وہاں جانے ہی سے انکار کر رہا ہے ۔کیا تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہ تھا؟...تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہ کی؟ ...اور کیا تو نے ہمارے ساتھ طواف نہ کئے؟''...آپ فرماتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں تعجب کرنے لگا کہ اتنے میں خود میرے شہر کا قافلہ بھی آ گیا۔ میں نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری کوششیں قبول فرمائے۔'' تو وہ بھی یہی کہنے لگے کہ ''تو ہمارے ساتھ عرفات پر نہ تھا؟ یا رمی جمرات نہ کی؟ اور اب انکار کرتا ہے۔''

پھر ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ ''بھائی! اب کیوں انکار کرتے ہو؟ کیا تم ہمارے ساتھ مکے شریف اور مدینہ منورہ میں نہ تھے؟ اور ہم شفیع اعظم ﷺ کی قبرِ انور کی زیارت کر کے واپس آ رہے تھے تو رش کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی، جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے کہ، ''مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے، نفع کماتا ہے)، اب یہ تھیلی واپس لے لو۔''

حضرت ربیع بن سلمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اس تھیلی کو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، میں اس کو لے کر گھر واپس آ گیا۔ عشاء کے بعد وظیفہ پورا کیا

، اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ معاملہ کیا ہے؟ اچانک میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں سرورِ عالم ﷺ کی زیارت کی، میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا اور ہاتھ چومے۔" پیارے آقا ﷺ نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ "اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس بات پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا ہے؟ تو مانتا ہی نہیں، سُن جب تو نے میری اولاد میں سے ایک عورت پر صدقہ کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ "وہ تجھے اس کا اچھا بدلہ عطا فرمائے۔" تو اللہ تعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ بنا کر حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے۔ اور دنیا میں تجھے یہ بدلہ دیا ہے کہ چھ سو درھم کے بدلے چھ سو دینار عطا فرمائے، تو اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ۔"

پھر آقا ﷺ نے وہی الفاظ دہرائے "من عاملنا ربح۔" حضرت ربیع بن سلمان (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ جب میں سو کر اٹھا اور تھیلی کو کھولا، تو اس میں چھ سو اشرفیاں ہی تھیں۔ (رشفۃ الساوی)

پیارے اسلامی بھائیو!

اس ایمان افروز واقعے سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ اپنی امت کے اعمال وافعال پر اللہ تعالیٰ کی عطا سے مطلع ہیں اور اب بھی اپنے غلاموں کی مختلف انداز سے مدد فرماتے رہتے ہیں۔

نیز معلوم ہوا کہ ایثار، اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ﷺ کو بے حد پسند ہے اور اس کے بدلے میں بے شمار انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔

(2) ایثار کی تعریف

ایثار، یہ ہے کہ انسان اپنی ضرورت کی چیز دوسرے کی حاجت کی تکمیل میں خرچ کر دے۔".... چونکہ یہ عمل نفس پر بے حد گراں گزرتا ہے لھذا اس کا

Marfat.com

ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اس نفیس عادت کو اپنانے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔ اور اس عادت کو اپنانے میں آسانی حاصل کرنے کے لئے اپنی اسلاف کرام کے ایثار پر مشتمل واقعات کو بار بار سنیں، ان شاء اللہ تعالیٰ بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔

(3) اس بارے میں اکابرین کے ایمان افروز واقعات

(۱) حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ''سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کبھی ہم نے تین دن مسلسل سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، حالانکہ ہم کھا سکتے تھے، لیکن ہم ایثار کیا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم)

(۲) حضرت عبداللہ بن مبارک (رضی اللہ عنہ) ایک سال حج کے لئے گئے۔ ادائیگی حج کے بعد تھوڑی دیر کے لئے سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے اترے، ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ''اس سال کتنے لوگوں نے حج کیے؟'' دوسرے نے جواب دیا، ''چھ لاکھ آدمی حج کے لئے آئے تھے، پہلے تو کسی کا حج قبول نہ ہوا لیکن، پھر اللہ تعالیٰ نے علی بن موفق (رحمہ اللہ) نامی موچی کے طفیل، جو کہ دمشق میں رہتا ہے اور اس سال حج میں شامل بھی نہ ہو سکا، سب کے حج قبول فرما لئے۔''

بیدار ہونے کے بعد آپ دمشق کی جانب روانہ ہو گئے تا کہ اس شخص سے اس کے عمل کے بارے میں دریافت کریں۔ دمشق پہنچنے پر اس کو تلاش کر کے تمام خواب سنایا اور اس سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا۔ وہ یہ تمام باتیں سن کر رونے لگا اور کہنے لگا، ''حضرت! میں تیس سال سے حج کی خواہش رکھتا تھا۔ چنانچہ جوتیوں میں پیوند لگا لگا کر زادِ راہ جمع کرتا رہا، اس سال جبکہ میرے پاس تین سو درھم جمع ہو گئے تو میں نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ ایک رات

Marfat.com

میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ ''ہمسائے کے گھر سے سالن کی خوشبو آ رہی ہے اور میرا دل بھی کھانے کو چاہ رہا ہے، چنانچہ پڑوسی سے کچھ کھانا مانگ لاؤ۔'' میں اپنے ہمسائے کے پاس پہنچا اور اس سے کھانا مانگا تو اس نے کہا کہ ''سالن دینے میں تو کوئی اعتراض نہیں، لیکن نہ مانگو تو بہتر ہے۔''

میں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''کئی دن ہو گئے ہمیں کھانے کو کچھ نہیں ملا، میرے بچے بھوکے تھے، اس لئے آج میں جنگل کی جانب اکیلا نکل گیا۔ وہاں ایک مردار پڑا ہوا تھا، میں اسی کا گوشت لے آیا اور وہی ہم پکا رہے ہیں۔'' میں نے جب یہ سنا تو دل میں ایک آگ سی لگ گئی، اسی وقت گھر گیا اور تین سو درھم لاکر اسے دے دیئے اور اس سے کہہ دیا کہ ''انہیں خرچ کرلو، میں اسی کو حج سمجھ لوں گا۔'' بس میرا یہی عمل ہے۔ حضرت عبداللہ (رحمہ اللہ) نے فرمایا، ''تو نے سچ کہا۔'' اس واقعہ کے بعد آپ (رحمہ اللہ) میں ایثار کی صفت حد سے بڑھ گئی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) کو کسی شخص نے ایک بکری کی سری ہدیہ میں بھیجی۔ ان صحابی (رضی اللہ عنہ) نے سوچا کہ میرا فلاں ساتھی مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے اور اس کا کنبہ بھی بڑا ہے، چنانچہ آپ نے وہ سری اس کو ہدیہ کردی۔ اس دوسرے ساتھی نے اپنے تیسرے ساتھی کے متعلق یہی باتیں سوچیں اور یہ سری اپنے تیسرے ساتھی کو تحفۃً بھجوادی۔

غرض یہ کہ اسی طرح سات گھروں میں گھوم کر وہ سری سب سے پہلے والے صحابی (رضی اللہ عنہ) کے پاس لوٹ آئی۔ (احیاء العلوم)

(۴) حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں بہت

Marfat.com

سے مسلمان شہید ہو گئے۔ میں اپنے چچازاد بھائی کو تلاش کرتا ہوا، اس کے پاس پہنچا تو وہ بالکل مرنے کے قریب تھے۔ میں نے پانی پینے کے لئے پوچھا تو کہا کہ پیوں گا، لیکن پھر ایک دوسرے زخمی مسلمان کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے اس کو پلاؤ ۔ میں اس زخمی سپاہی کے پاس پہنچا تو ہشام ابن عاص (رضی اللہ عنہ) تھے۔ میں نے کہا پانی پی لو، لیکن انہوں نے میرے بھائی کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے انہیں پلاؤ۔ میں اپنے بھائی کے پاس واپس آیا تو دیکھا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں جلدی سے ہشام (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا تو دیکھا کہ ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ (احیاء العلوم)

(۵) حضرت ابوالحسن انطاکی (رحمہ اللہ) کے پاس ایک مرتبہ تیس سے زیادہ مرید حاضر ہوئے۔ اس قدر کھانا موجود نہ تھا کہ جو سب کے لئے کافی ہوتا، صرف چند روٹیاں موجود تھیں۔ چنانچہ ان روٹیوں کے ٹکڑے کر کے دستر خوان پر رکھ لئے گئے اور چراغ بجھا دیا گیا۔ تمام افراد دستر خوان پر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔

جب فارغ ہوئے اور چراغ جلایا گیا تو روٹیوں کے ٹکڑے اسی طرح دستر خوان پر موجود تھے، یعنی ہر شخص نے ایثار کی نیت سے خود کچھ بھی نہ کھایا تاکہ دوسرا ساتھی کھا لے۔ (احیاء العلوم)

(٦) ایک مرتبہ حضرت واقدی (رحمہ اللہ) پر تنگ دستی غالب آ گئی۔ آپ نے اپنے ایک علوی دوست کو خط لکھا کہ رمضان شریف کا مہینہ آنے والا ہے، میرے پاس خرچے کے لئے کچھ بھی نہیں، چنانچہ مجھے ایک ہزار درھم بھیج دو۔'' اس علوی نے ایک ہزار درھم بھیج دیئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کے پاس آپ کے ایک دوست کا خط آیا کہ '' رمضان شریف میں خرچے کے لئے میرے پاس

کچھ نہیں ہے، آپ مجھے ۱۰۰۰ درھم بھیج دیں۔'' آپ نے بالکل تأمل نہ فرمایا بلکہ یہی دراھم اپنے اس دوست کی خدمت میں بھیج دیئے۔

دوسرے دن وہی علوی اور دوسرا دوست آپ کے پاس آئے۔ اس علوی نے کہا، ''رمضان شریف کا مہینہ آیا تھا میرے پاس ہزار درھم ہی تھے، جب آپ کا خط آیا تو میں نے وہ آپ کو بھیج دیئے اور پھر میں نے تیسرے دوست کو خط لکھ کر کچھ پیسے مانگے۔ اتنے عرصے میں یہ خط لکھ کر آپ سے پیسے مانگ چکا تھا چنانچہ میرا خط ملنے پر جب اس نے میرے ہی پیسے مجھے بھیج دیئے تو میں حیران ہوا۔ جب تحقیق کے لئے اس کے پاس پہنچا تو سارا معاملہ سمجھ میں آیا۔''

پھر ان تین نے اتفاق کر کے اس رقم کو تین حصوں میں تقسیم کرلیا۔ اس رات خواب میں آپ کو پیارے آقا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، ارشاد ہوا ''کل تمہیں بہت کچھ مل جائے گا۔'' چنانچہ دوسرے دن امیر یحیی برمکی نے واقدی کو بلا کر پوچھا کہ رات میں نے تمہیں خواب میں پریشان دیکھا ہے، کیا بات ہے؟'' آپ نے سارا واقعہ اس کو سنایا تو وزیر نے کہا کہ ''میں نہیں کہہ سکتا کہ تم تینوں میں سے کس نے زیادہ ایثار کیا ہے؟'' پھر اس نے تیس ہزار درھم آپ کو جبکہ باقی دو دوستوں کو بیس بیس ہزار درھم دیئے اور آپ کو قاضی بھی مقرر کردیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

(4) ایثار کی عادت اپنانے کا طریقہ

پیارے اسلامی بھائیو!

ان تمام واقعات کی روشنی میں ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنی ذات میں ایثار کا جذبہ بڑھانے کی خوب خوب کوشش کریں۔ اگر باہر توفیق نہ ملے ہو تو کم از کم اپنے گھر والوں کے لئے ہی اپنی خواہشات کو قربان کر کے ایثار کا ثواب حاصل

Marfat.com

کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً

﴿1﴾ کوئی اچھی چیز پکی، کھانے کی بہت خواہش ہے لیکن خود نہ کھائیں بلکہ ایثار کی نیت سے کسی دوسرے کو کھلا دیں۔

﴿2﴾ کوئی پھل وغیرہ گھر میں آئے، خود نہ کھائیں دوسروں کو کھلا دیں۔

﴿3﴾ ٹھنڈا پانی پینے کو دل چاہا، خود نہ پئیں کسی اور کو پلا دیں۔

ثواب کا متمنی اسی طرح غور و تفکر کر کے بآسانی ایک دن میں کئی مرتبہ ایثار کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔

کاش! ہم بھی اپنے اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے کثرت سے ایثار کیا کریں، اور روزانہ کم از کم ایک بار تو کسی نہ کسی چیز میں ایثار کرنے کا ذہن بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿5﴾ برے خاتمے کا خوف

(1) صرف صاحبِ ایمان ہونے سے مطمئن نہ ہوں۔

(2) اس بارے میں ہمارے اسلافِ کرام کا خوف

(3) محاسبہ

(4) بربادیٔ ایمان کے اسباب

(5) ایمان کی حفاظت کے لئے ضروری عمل

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) صرف صاحبِ ایمان ہونے سے مطمئن نہ ہوں

پیارے اسلامی بھائیو!

یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ اس نے ہمیں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا، صاحبِ ایمان بنایا اور اپنے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ اگر موت تک ایمان سلامت رہا تو انشاء اللہ بعد میں بھی ان انعامات کے وسیلے سے مزید کرم نوازی کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رکھنی بہت ضروری ہے کہ نفس وشیطان انسان کے ایمان کی تباہی کے لئے ہمہ وقت فاسد کوششوں میں مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ لھذا صرف صاحبِ ایمان ہو جانے پر مطمئن ہوجانا بہت بڑی غلطی ہے، بلکہ اطمئنان تو صرف اس وقت حاصل ہونا چاہئے کہ جب اپنا ایمان سلامت لے کر دنیا سے رخصت ہونے میں کامیاب ہوجائیں۔

پیارے آقا ﷺ نے اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا، "بعض بندے عمل تو دوزخیوں کے سے کرتے ہیں، لیکن ہوتے ہیں جنتی اور بعض عمل تو جنتیوں کے سے کرتے ہیں لیکن ہوتے ہیں دوزخی اعمال کا اعتبار صرف انجام سے ہے۔" (بخاری ومسلم)

(2) اس بارے میں ہمارے اسلافِ کرام کا خوف

یہی وجہ تھی کہ ہمارے بزرگانِ دین باوجود کثرتِ عبادت اور زہد وتقویٰ کی موجودگی کے، اس معاملے میں ڈرتے ہی رہتے تھے، چنانچہ

(ا) ایک مرتبہ حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے اس شخص کا ذکر کیا گیا جو کہ سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا، اسکو ۱۰۰۰ سال عذاب ہوا ہوگا۔ وہ یَاحَنَّان ، یَامَنَّان کہتا ہوا دوزخ سے باہر آئے گا۔ تو آپ اس کا حال

Marfat.com

سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ "کاش! وہ شخص میں ہوتا۔" لوگوں نے آپ کی اس بات پر تعجب کا اظہار کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا "تم پر افسوس ہے کہ بات نہیں سمجھتے وہ ایک نہ ایک دن عذاب سے نکل تو آئے گا۔" (احیاء العلوم)

(۲) حضرت ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) کی والدہ فرماتی ہیں کہ آپ کی عادت تھی کہ جب بھی کسی نیک آدمی کا وصال ہوتا تو آپ فرماتے "کاش! تیری جگہ میں ہوتا۔" اس پر میں نے اعتراض کیا تو فرمایا، "آپ نہیں جانتیں کہ آدمی صبح ایمان پر کرتا ہے اور شام کو منافق ہو جاتا ہے اور اسکا ایمان لاشعوری کے عالم میں اس سے سلب کرلیا جاتا ہے، اسلئے میں اس میت پر رشک کرتا ہوں اور اسے اس زندگی پر ترجیح دیتا ہوں جسمیں نماز روزہ ہو۔" (شرح الصدور)

(۳) حضرت یوسف بن اسباط (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ، "میں، ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ آپ تمام رات روتے رہے۔ میں نے دریافت کیا کہ، "کیا آپ اپنے گناہوں کے خوف سے روتے ہیں۔" تو حضرت سفیان (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ "گناہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے بھی کم حیثیت رکھتے ہیں، مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ، دولت اسلام نہ چھین لے۔" (احیاء العلوم)

(۴) حضرت سفیان ثوری (رحمۃ اللہ علیہ)، موت کے وقت بہت بے قرار اور مضطرب تھے اور گریہ وزاری کر رہے تھے، لوگوں نے کہا، "آپ ایسا نہ کیجئے، اللہ تعالیٰ کی بخشش، آپکے گناہوں سے زیادہ ہے۔" تو انہوں نے جواب دیا کہ، "مجھے یقین کے ساتھ یہ معلوم نہیں کہ میں باایمان مروں گا، اگر یہ معلوم ہو جائے تو پھر کچھ پرواہ نہیں خواہ میرے گناہ پہاڑ کے برابر ہوں۔" (احیاء العلوم)

(۵) حضرت ابوحفص حداد بازار میں ایک یہودی کو دیکھتے ہی بے

ہوش ہو گئے، ہوش میں آنے پر جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ،''مجھے اس یہودی کو عدل کے لباس میں اور خود کو فضل کے لباس میں دیکھ کر یہ خدشہ ہو گیا کہ کہیں اس کا لباس مجھ کو اور میرا لباس اسکو نہ عطا کر دیا جائے۔'' (تذکرۃ الاولیاء)

(۶) حضرت یحیٰی بن معاذ (رحمۃ اللہ علیہ) کے گھر میں ایک مرتبہ چراغ بجھ گیا تو محض اس خوف سے روتے رہے کہ توحید و ایمان کی شمع بھی غفلت کے جھونکوں سے نہ بجھ جائے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۷) حضرت غوث اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی ایک رباعی میں فرماتے ہیں کہ، لوگ کہہ رہے ہیں کہ کل عید ہے! کل عید ہے! اور سب خوش ہیں، لیکن میں تو جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے کر گیا، میرے لئے تو وہی عید کا دن ہوگا۔

(3) محاسبہ

پیارے اسلامی بھائیو!

جب ان اللہ عزوجل کے پیاروں کی یہ حالت ہے،

☆ تو ہم گناہگاروں کو اپنے ایمان کے بارے میں کتنا فکر مند ہونا چاہیئے؟............اور

☆ اس کی حفاظت کے لئے کس قدر اہتمام کرنا چاہیئے؟..........

(5) بربادیٔ ایمان کے اسباب

آیئے اب میں آپ کی خدمت میں ایمان کی حفاظت کے سلسلے میں ان اسباب کی طرف توجہ دلوانے کی سعادت حاصل کروں گا کہ جن کے باعث ہمارے ایمان کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ ان اسباب میں سے بڑے بڑے تین سبب ہیں۔

(۱) گناہوں کی کثرت۔ (۲) نفس۔ (۳) شیطان۔

Marfat.com

(۱) گناہوں کی کثرت:۔

پیارے اسلامی بھائیو!

گناہ اگر کثرت اور استقامت کے ساتھ ہوں اور درمیان میں توبہ کی سعادت بھی حاصل نہ کی جائے تو اکثر و بیشتر بربادی ایمان کا سبب بن جاتے ہیں۔سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے، ''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کا دل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ کرتا رہے اور توبہ نہ کرے تو سیاہی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ دل پر چھا جاتی ہے۔'' (ابنِ ماجہ)

(۲) نفس:۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک ایسی قوت پیدا فرمائی ہے کہ جو ہمیشہ سستی و غفلت کی جانب مائل کرنے کی کوشش ہی کرتی رہتی ہے، اسی کو نفس کا نام دیا جاتا ہے۔نفس کے ایمان کی بربادی کے معاملے میں سب سے زیادہ خطرناک ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے شیطان کا ایمان بھی برباد کروا دیا تھا۔کیونکہ جب اس نے آدم (علیہ السلام) کو سجدے سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کیا تو اس وقت کوئی دوسرا شیطان تو تھا نہیں کہ جو اسے اس معصیت کی ترغیب دیتا، چنانچہ معلوم ہوا کہ اس وقت نفس نے اسے تکبر میں مبتلاء کروا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنتِ الٰہی میں گرفتار کروا دیا تھا۔

(۳) شیطان:۔

یہ خبیث بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ایمان کا پکا دشمن ہے، اس کا اصل ٹارگٹ ہمارا ایمان ہی ہے۔اس کو جیسے ہی موقع ملا بغیر کسی قسم کا رحم کھائے ایمان

Marfat.com

کی تباہی کا سامان پیدا کرنے میں دیر نہ کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے راندہ درگاہ کیا اس نے اسی وقت اس ناپاک ارادے کا اظہار کر دیا تھا۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے،

''قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ☆ بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔ (ترجمۂ کنزالایمان۔پ ۲۳۔الزمر ۸۲)

(5) ایمان کی حفاظت کے لئے ضروری عمل

ان تمام اسباب کو جاننے کے بعد ایمان کی حفاظت کے لئے سب سے موثر ترین عمل یہ ہے کہ صرف اور صرف نیک صحبت اختیار کی جائے۔ کیونکہ نیک لوگوں کے قرب کی بَرکت سے عبادات پر استقامت اور گناہوں سے نفرت ودوری کی لازوال دولت حاصل ہوتی ہے اور اس دولتِ عظیمہ کی بدولت دل میں ایک خاص قسم کا نور پیدا ہوتا ہے اور اسی نور کی برکت سے دل کی گندگی دور ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ پاکیزگی لے لیتی ہے اور یہ پاکیزگی نفسانی وشیطانی حملوں کی راہ میں ایک ڈھال کا کام کرتی ہے، لھذا انسان ان دونوں بدکرداروں کی ناپاک حرکتوں کی آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ایمان کی حفاظت بے حد آسان ہو جاتی ہے۔

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درجِ ذیل حدیثِ پاک میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ''تم جماعت میں رہنا لازم کرلو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دستِ عنایت جماعت پر ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ '' سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''بڑے گروہ کی پیروی کرو، کیونکہ جو جماعت سے الگ رہا وہ الگ ہی جہنم میں جائے گا۔ (مشکوۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں نہ صرف اپنا بلکہ اپنے اطراف میں رہنے والے تمام مسلمان بھائیوں کا ایمان بچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿6﴾ مقامِ رحمت

(1) ذکرِ جنت سنتِ ربِ العُلیٰ ہے

(2) جنت کے ذکر میں پوشیدہ حکمتِ خدا اور سول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم)

(3) انعاماتِ اخرویہ کی اقسام

(4) جنت کی سیر

(5) محاسبہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) ذکرِ جنت سنتِ رب العلیٰ ہے

پیارے اسلامی بھائیو!

آج میں آپ کی خدمت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے مقام یعنی جنت کی نعمتوں اوران کے حصول کے طریقوں کے بارے میں چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ کیونکہ یہ ہمارے رب اللہ عزوجل کی بھی سنتِ مبارکہ ہے کہ اس نے قرآنِ پاک میں جابجا مقامات پر جنت کی نعمتوں کے ساتھ ساتھ ان کے حصول کے ذرائع کی بھی نشاندہی فرمائی ہے۔ جیسا کہ عنقریب آپ کی خدمت میں ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

(2) جنت کے ذکر میں پوشیدہ حکمتِ خدا ورسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم)

اس سے پہلے کہ ان انعامات کا پرکیف تذکرہ کیا جائے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ جنت کی نعمتوں کے ذکر میں پوشیدہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت کو بھی بیان کردیا جائے۔

چنانچہ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں آخرت کی تیاری کے لئے بھیجا ہے اوراس تیاری کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارا نفس ہے۔اسے زیر کئے بغیر آخرت کی درست تیاری ممکن نہیں۔اورنفس کی فطرت ایک چھوٹے بچے کی مانند تخلیق کی گئی ہے۔لھذا جس طرح بچے کوکسی کام کی طرف مائل کرنے دوطریقے ہیں اسی طرح نفس کوبھی زیر یا مغلوب کرنے کے دوطریقے بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) اسے خوف میں مبتلاء کیا جائے۔(۲) انعام کالالچ دیا جائے۔

اگرآپ قرآن پاک کے مضامین کوبغور ملاحظہ فرمائیں تو بخوبی جان جائیں گے کہ ہمیں آخرت کی جانب مائل کرنے اور خوابِ غفلت سے بیدار

Marfat.com

کرنے کے لئے ان دو طریقوں کو اکثر مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔

پس انعاماتِ جنت کے بیان میں اسی حکمت کا اظہار نظر آتا ہے تاکہ ہمارے نفس میں ان انعامات کو سن کر لالچ پیدا ہو اور یہ لالچ اسے انسان کو اخروی تیاری میں مدد دینے پر مجبور کر دے اور یوں "نفس کی موجودگی کے باوجود" اخروی تیاری میں بآسانی کامیابی حاصل ہو جائے۔ آیئے ہم بھی اس حکمتِ الٰہیہ سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

(3) انعاماتِ اخرویہ کی اقسام

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب و نیک بندوں کے لئے آخرت میں بے شمار انعامات تیار کئے ہوئے ہیں۔ ان انعامات کی دو قسمیں ہیں۔

﴿1﴾ جن کے بارے میں دنیا میں ہی خبر دے دی گئی ہے۔ جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جنت کی عمارت کس چیز سے بنائی گئی ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی، کنکریاں، موتی اور یاقوت کی ہیں اور اسکی مٹی زعفران کی بنی ہوئی زرد اور خوشبودار ہو گی جو کوئی اسمیں داخل ہوگا، چین و آرام میں رہیگا اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیگا، وہاں پر اسے کبھی بھی موت نہ آئے گی، نہ اسکے کپڑے پرانے ہونگے، نہ اسکی جوانی فنا ہوگی بلکہ وہاں پر ہمیشہ ہمیشہ جوان ہی رہے گا۔" (ترمذی)

﴿2﴾ جنھیں فی الحال عام لوگوں کی نگاہوں اور خیالات سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، دخولِ جنت کے بعد ان کے بارے میں آگاہی ہو گی۔ جیسا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے

سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اسکا کھٹکا ہوا۔" (مسلم)

(4) جنت کی سیر

جن نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے فی الوقت بیان نہ فرمایا انھیں بیان کرنا تو ممکن نہیں، ہاں جن کا تذکرہ قرآنِ عظیم میں کیا یا اپنے حبیب کی زبانِ حق ترجمان پر جاری فرمایا ان کا مختصر بیان حاضرِ خدمت ہے۔

پہلی نعمت:۔

ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے کوئی مصیبت و تکلیف نہ پہنچے، نیز موجودہ نعمت کا زوال بھی پسند نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ جنت میں ان دونوں نعمتوں کو عطا فرمائے گا۔ چنانچہ رحمتِ کونین ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو جنت میں جائے گا، کبھی غمگین نہ ہوگا، نہ اسکے کپڑے بوسیدہ ہونگے اور نہ کبھی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم)

دوسری نعمت:۔

فطرتاً انسان صفائی پسند واقع ہوا ہے، نفیس طبیعت گندگی کو ناپسند کرتی ہے اگر بتقاضائے بشریت ہمیں چند قسم کی غلاظتوں کا سامنا کرنے پر مجبور نہ کیا گیا ہوتا تو ہم کبھی بھی اپنی مرضی سے ان چیزوں کی طرف مائل نہ ہوتے، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کوفت سے بھی نجات عطا فرمادے گا۔ چنانچہ مخبرِ صادق ﷺ اس کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ

جنتی، جنت میں کھائیں پئیں گے لیکن نہ تو تھوکیں گے، نہ پیشاب وغیرہ کریں گے اور نہ ہی ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام (علیھم الرضوان) نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! تو کھانے کے فضلات کس طرح خارج ہونگے؟" فرمایا،" ڈکار اور مشک کی طرح خوشبودار پسینے سے، ان کے ذریعے

Marfat.com

کھانے کے فضلات بدن سے خارج ہو جائینگے۔'' (مسلم)

تیسری نعمت:۔

خوبصورتی اور جوانی کسے محبوب نہیں ؟.....اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے پیارے بندوں کو ان سے بھی محروم نہ فرمائے گا۔ چنانچہ

سرکارِ دوعالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جنتی جنت میں جائینگے تو انکے بدن پر کہیں بال نہ ہونگے اور چہروں پر داڑھی نہ ہوگی، انکی آنکھیں قدرتی سرمگیں ہونگی اور انکی عمریں ۳۰..یا..۳۳ سال کی ہونگی۔ (ترمذی)

پیارے اسلامی بھائیو!

۳۰ یا ۳۳ کہنا راوی کی طرف سے ہے، عموماً احادیثِ مبارکہ میں جب اس قسم کے الفاظ آتے ہیں تو پیارے آقا ﷺ کے نہیں ہوتے بلکہ راوی سماعِ حدیث میں اپنے شک کا اظہار کرتا ہے گویا کہ وہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ یا تو سرکار نے یہ فرمایا تھا یا یہ۔ یعنی ان دونوں میں سے کوئی ایک ضرور تھا لیکن مجھے باتخصیص یاد نہیں رہا۔

اب اس غیبی خبر پر ذرا سا غور فرمایئے اور چشمِ تصور سے دیکھئے کہ جنت میں آپ کے والدین، دادا دادی، نانا نانی، نیز اگر آپ صاحبِ اولاد ہیں تو آپکی زوجہ اور بچے، سب کے سب ۳۰..یا..۳۳ سال کے ہوں گے..................کیسا عجیب وغریب منظر ہوگا؟.......

چوتھی نعمت:۔

دنیا میں عموماً اللہ تعالیٰ سے طلب شدہ چیز فوراً حاصل نہیں ہوتی، بلکہ بسا اوقات تو مشیتِ الٰہی کے سبب حاصل ہی نہیں ہوتی۔ اور بالفرض اگر کوئی ایسا شخص مل جائے کہ جو مستجاب الدعوات ہو یعنی اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا قبول فرمالیتا

Marfat.com

ہوتو ہم اسے بے حد قابلِ رشک تصور کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس پر اللہ کا بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے بندوں کو ردِ خواہش کی بناء پر کوفت سے بھی دور رکھے گا نیز وہاں اس معاملے میں ہر ایک قابلِ رشک ہوگا۔ چنانچہ

حضورِ پرنور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت میں ادنی مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالی، اس جنتی سے فرمائیگا، ''جو تیری مراد ہو مانگ۔'' چنانچہ یہ جنتی، جنتی اسکی مرادیں ہونگی مانگ لے گا۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا، ''جنتی تیری مرادیں تھیں تو نے مانگ لیں؟'' عرض کرے گا ''یارب کریم! میں سب کچھ مانگ چکا۔'' پھر اللہ تعالی فرمائیگا، ''تیرے لئے وہ تمام چیزیں ہیں جن کی تو نے تمنا کی اور اتنی ہی چیزیں ہماری طرف سے اور بھی ہیں یعنی ایک تیرے مانگنے پر اور ایک ہم نے اپنی طرف سے شامل کر کے انکو دوگنا کر دیا۔'' (مسلم)

پانچویں نعمت:۔

وسیع وعریض مقام کا مالک ہونا ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے۔ پھر اگر اس مقام میں ایک خوبصورت گھر، نوکر چاکر، مرضی کے مطابق ساتھی اور دیگر زندگی کی آسائیشیں بھی وافر مقدار میں ہوں تو نور علی نور ہے۔ جنت میں جانے والوں کو یہ تمام چیزیں عطا کی جائیں گی۔ پھر چونکہ اس وسیع وعریض علاقے میں گھومنے والے پیدل چلیں گے.. یا. سواری پر۔

اگر پیدل چلنا ہوتو ضروری ہے کہ ان جنتیوں کو اس طرح کا بنایا جائے کہ وہ طویل فاصلہ تھوڑے سے وقت میں طے کر سکیں، ورنہ تو تمام علاقہ گھومنے کے لئے بہت وقت درکار ہوگا..اور..اگر پیدل چلنا پسند نہ کریں تو سواری کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں بھی مسلمانوں کو مایوس نہ فرمائے گا۔ چنانچہ

Marfat.com

رحمتِ عالم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ادنی درجے کا جنتی وہ ہوگا کہ اسکے لئے ۸۰،۰۰۰ خدمت گزار ہونگے اور ۷۲ بیویاں ہونگی اور اسکے واسطے ایک خیمہ لگایا جائے گا جو موتی، زبرجد (حاشیہ:۔ ایک لکڑی کا نام ہے) اور یاقوت کا بنا ہوا ہوگا اور اس خیمہ کی لمبائی چوڑائی جابیہ سے لے کر صنعا تک ہوگی۔[1]

☆ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جسکے سائے میں اگر کوئی سوار ۱۰۰ برس تک بھی چلے، تب بھی طے نہ کر پائے۔ اور جنت میں جنتی کی کمان کی جگہ (یعنی معمولی سی جگہ)، اس سے بہتر ہے، جس سورج پر طلوع یا غروب ہو۔ (بخاری و مسلم)

☆ مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں کہ جسکا تنا سونے کا نہ ہو۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک اعرابی نے عرض کی، ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! میں گھوڑوں کا بہت شوقین ہوں کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟'' مخبرِ اعظم ﷺ نے جواباً فرمایا، ''اگر تو جنت میں داخل ہوا تو تجھ کو یاقوت کا بنا ہوا ایک گھوڑا دیا جائے گا۔ اسکے دو پر ہونگے، پھر تجھ کو اس پر سوار کرایا جائے گا اور پھر تو جس جگہ چاہے گا، وہ تجھے اڑا کر لے جائے گا۔'' (ترمذی)

☆ ایک مرتبہ رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جنتی پرندہ، جنتی کے دسترخوان پر خود بخود گر پڑے گا جو بغیر آگ اور دھوئیں کے بھنا ہوا ہوگا، جنتی اس میں اس قدر کھائے گا کہ اسکا پیٹ بھر جائے گا، بعد میں وہ پرندہ اڑ جائے گا۔ (مجمع الزوائد)

☆ ایک مقام پر پیدل چلنے والوں کے لئے سہولت کی طرف اشارہ

---

[1] جابیہ، شام کا ایک شہر ہے اور صنعا، یمن کی ایک بستی ہے۔ ان میں بہت ہی دراز فاصلہ ہے۔

Marfat.com

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، وہ ۱۴ ویں رات کے چاند کی طرح ہوگا پھر جو ان سے متصل ہونگے وہ آسمان کے تیز چمک دار تارے کی طرح ہونگے ان میں سے کسی میں مخالفت یا بغض نہ ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہونگی جو کہ بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں ان حوروں کی پنڈلیوں کا گودا، حسن کی وجہ سے ہڈی و گوشت کے اوپر دیکھے جا سکے گا۔ (یعنی ان کا گوشت وہڈی سب نورانی ہونگے)۔

یہ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھیں گے۔ یہ نہ کبھی بیمار پڑیں گے، نہ پیشاب وغیرہ کرینگے، نہ تھوکیں گے، نہ ناک صاف کرینگے۔ ان کے برتن سونے چاندی کے ہونگے، انکی کنگھیاں سونے کی ہونگی، انکی انگیٹھیوں کا ایندھن لوبان اور پسینہ مشک ہوگا اور یہ اپنے باپ حضرت آدم (علیہ السلام) کی شکل پر ۶۰ گز بلند ہونگے۔ (بخاری ومسلم)

سب سے عظیم نعمت:۔

بحیثیتِ مسلمان ہمارا ایک خدا اور اس کے کم وبیش ایک لاکھ چالیس ہزار انبیاء ومرسلین پر کامل ایمان ہے، نیز ہم پیارے آقا ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور اس امت کے اولیاءِ کرام (رحمھم اللہ) سے بھی حسنِ عقیدت کا تعلق مضبوط کئے ہوئے ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات ہے کہ نہ تو ہم نے خدا کو دیکھا ہے اور نہ اس کے رسولوں میں سے کسی رسول کو، یونہی نہ تو صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور نہ ہی بے شمار اولیاءِ کرام (رحمھم اللہ) کے دیدار کی سعادت۔ لیکن پھر بھی ہمارے ایمان میں ذرہ برابر بھی فرق پیدا نہیں ہوتا اور ان شاء اللہ نہ کبھی ایسا ہوگا۔ لیکن کون ایسا بدبخت ہوگا کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور دیگر ذکر کردہ نفوسِ قدسیہ کی زیارت کی تڑپ موجود نہ ہو؟...... یقیناً ہر مسلمان اپنے دل کو اس تمنا سے لبریز پائے گا۔

Marfat.com

لیکن آہ! دنیا میں اس سعادت کو حاصل کرنا ہم جیسے گناہ گاروں کے لئے بے حد مشکل ہے۔ ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار تو ممکن ہی نہیں، خواب میں دیکھنا ممکن ہے تو ہم اس قابل کہاں؟......... دیگر اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کا ظاہری و باطنی آنکھوں سے دیدار ممکن ، لیکن یہاں بھی ہماری شامتِ اعمال آڑے آ جاتی ہے۔ آخر یہ تمنا کس طرح پوری ہو؟......... اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قربان جایئے کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کی زبانی یہ مسئلہ بھی حل فرما دیا۔ چنانچہ

مروی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب (رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کی تو حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا، ''اے سعید! میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ، تیری اور میری، اسی طرح جنت کے بازار میں ملاقات کرائے اور ہم دونوں کو وہاں پر جمع کر دے۔'' حضرت سعید (رضی اللہ عنہ) نے حیران ہوکر پوچھا، ''کیا جنت میں بازار بھی ہوگا؟'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا ''ہاں ضرور ہوگا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اہل جنت، جب جنت میں داخل ہونگے تو اپنے اپنے عملوں کے مطابق، جنت میں قیام پزیر ہونگے۔ جسکے عمل زیادہ اور بہتر ہونگے، ان کے درجے بھی اعلیٰ اور بلند ہونگے۔ پھر ہر جمعہ کے روز ان لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے اپنے مقام سے نکلیں، یہ لوگ حکم ملتے ہی اپنی منزلوں سے باہر نکلیں گے اور اپنے رب کریم کی زیارت سے شرف اندوز ہونگے اور اس روز اللہ تعالیٰ اپنے لطف اور خاص عنایات سے انھیں مالا مال فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جنت کے سب سے بڑے باغ میں لوگوں کو جمع ہونیکا حکم فرمائے گا، وہاں پر حسب حیثیت مختلف قسم کی کرسیاں لگائی جائینگی۔ کچھ تو نور کی بنی ہونگی، کچھ یاقوت وزمرد کی اور کچھ سونے چاندی کی ہونگی۔ ہر جنتی

Marfat.com

اپنے اپنے درجے کے مطابق ان کرسیوں پر بیٹھے گا اور سب سے ادنی درجے کے جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور خوبی یہ ہوگی کہ ٹیلوں پر بیٹھنے والی قوم کو یہ خیال بھی نہ آئے گا کہ کرسیوں پر بیٹھنے والے ہم سے اعلی درجے کے ہیں یا ہم؟ کیونکہ جنت میں ہر کوئی شخص اپنے اپنے مقام اور مرتبے پر راضی ہوگا اور اس سے اونچے درجے کی خواہش بھی نہ کرے گا۔

اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟" آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں! ضرور دیکھو گے۔ کیا تم سورج اور ۱۴ ویں رات میں چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟" میں نے عرض کی "نہیں!" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اسی طرح، تم اپنے پروردگار کے دیکھنے میں شک نہ کرو گے اور اس مجلس میں کوئی بھی ایسا نہ ہوگا، جس سے اللہ تعالی بلاواسطہ گفتگو نہ فرمائے اور آمنے سامنے بالکل بے حجاب تشریف فرما ہوگا۔ اسی اثناء میں ان پر ایک بادل آئیگا جس سے خوشبودار بارش برسے گی اور اس بارش کے درمیان ارشاد ہوگا کہ کھڑے ہو جاؤ اور آؤ اس چیز کی طرف جو میں نے تمھارے لئے تیار کر رکھ ہے اور جس چیز کو تمھارا دل چاہے بے تکلف لے لو۔ اس ارشاد کو سنتے ہی ہم ایک بازار میں آئیں گے جسکے چاروں طرف فرشتے کھڑے ہونگے اور اس بازار میں ہم ایسی ایسی چیزیں دیکھیں گے کہ جو اس وقت تک نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی کے دل پر انکا کھٹکا ہوا ہوگا۔ اسکے بعد ہماری پسند کی چیزیں ہمیں مفت دے دی جائیں گی۔ کیونکہ اس بازار میں خرید و فروخت نہ ہوگی اور اس بازار میں جنت والے ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے ۔ اسکے بعد ہم اپنے اپنے گھروں کو واپس جائینگے تو ہماری عورتیں ہم سے ملاقات

Marfat.com

کر کے کہیں گی، تم اس قدر خوبصورت ہو کر کس طرح آ گئے کہ ''جب تم ہمارے پاس سے گئے تھے تو اسوقت تم پر اتنا حسن و جمال نہ تھا؟'' اسکے جواب میں ہم لوگ کہیں گے کہ آج ہم کو خدا تعالیٰ کے قرب کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

(ترمذی۔ابن ماجہ)

سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ!

پیارے اسلامی بھائیو!

ذرا غور تو فرمایئے کہ جس رب نے اس کائنات میں پیاری پیاری اور حسین ترین چیزیں پیدا فرمائیں کہ جن کو دیکھ کر بے اختیار تخلیقِ باری تعالیٰ کی عمدگی کے بارے میں زبان پر تعریفی کلمات جاری ہو جاتیں ہیں، وہ رب خود کتنا پیارا ہوگا؟.........

پھر ذرا چشمِ تصور سے خود کو اس باغ میں موجود پایئے۔سبحان اللہ! کیا دلکش منظر ہوگا.......ایک طرف نگاہ اٹھے گی تو آدم و نوح و لوط و موسیٰ و عیسیٰ (علیہم السلام) تشریف فرما ہوں گے دوسری طرف دیکھیں گے تو ابراہیم و اسمٰعیل و یعقوب و اسحٰق (علیہم السلام) جلوہ افروز نظر آئیں گے اور جب ایک طرف نگاہ اٹھے گی تو عالمِ وجد میں فوراً سجدہ ریز ہو جائے گی کیونکہ سامنے رحمتِ عالم، حبیبِ کبریا، شافع روزِ جزاء یعنی ہمارے پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ ﷺ رونق افروز ہوں گے۔.........

پھر ایک طرف نگاہ اٹھے گی تو ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) جلوہ فرما ہوں گے، تو دوسری جانب حضرتِ بلال و حسن و حسین و انس (رضی اللہ عنہم) نور برسا رہے ہوں گے۔

پھر نگاہ آگے بڑھے گی تو امامِ اعظم و شافعی و مالک و احمد بن حنبل (رضی اللہ

عنہم) بیٹھے نظر آئیں گے۔اور ذرا دوسری طرف دیکھیں گے تو معین الدین چشتی اجمیری، بہاء الدین نقشبند، شیخ شہاب الدین سہروردی اور سیدنا غوثِ اعظم (قدس سرہم) کا دیدار ہوگا۔غرض ہر طرف نور ہی نور برستا نظر آئے گا۔اللہ تعالیٰ ہم سب بھائیوں سمیت ہر مسلمان کو یہ مناظر دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین

(5) محاسبہ

پیارے اسلامی بھائیو!

یہاں تک کا بیان سننے کے بعد اپنے نفس سے سوال کیجئے کہ تو بھی ان نعمتوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے..یا نہیں؟..............اگر ہاں میں جواب دے تو اسے سمجھائیں کہ جب دنیا کے معمولی انعامات کے حصول کے لئے شدید محنت درکار ہوتی ہے،تو یقیناً ان اخروی دائمی نعمتوں کے حصول کے لئے اس سے کہیں زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔اور جب دنیا میں محنت سے جی چرانے والے کو انعام سے محروم ہونا پڑتا ہے تو آخرت کے معاملے میں سستی کے شکار کو ذلت ورسوائی کیوں نہ برداشت کرنی پڑے گی؟..........لھذا تو بھی محنت کر،اخروی ہمیشہ باقی رہنے والے انعامات کے حصول کے لئے دنیا کے تھوڑے سے مزوں سے منہ موڑ لے اور اللہ تعالیٰ کی عبادات کی مشقت کو ان نعمتوں کو بار بار یاد کرنے کے ذریعے آسانی وسہولت میں تبدیل کر لے۔تو تھوڑی سی ہمت کر،اللہ تعالیٰ کی رحمت خود آگے بڑھ کر سہارا دے گی......اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،''**وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا** ط۔اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔''(پ۲۱۔العنکبوت۔۶۹)......اور پھر ایک وقت آئے گا کہ تو بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَایَشَآءُ وْنَ ط كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ☆ بسنے کے باغات جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا جو چاہیں۔اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیز گاروں کو۔(ترجمہ کنزالایمان۔پ۱۴۔النحل۔۳۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں سنجیدگی کے ساتھ آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿7﴾ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے

(1) خوفِ خدا کا فائدہ

(2) خوفِ خدا کا درست مفہوم

(3) خوفِ خدا میں مبتلاء ہونا، محبوبانِ باری تعالیٰ کی سنت ہے۔

(4) خوفِ خدا حاصل کرنے کے طریقے

(5) خوفِ خدا کی موجودگی کی علامات

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) خوفِ خدا کا فائدہ

پیارے اسلامی بھائیو!

اخروی تیاری کی تکمیل کے خواہشمند مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ اس سلسلے میں خوفِ خدا کی زیادتی کو سب سے زیادہ اہمیت دیں۔ کیونکہ خوفِ خدا ایک ایسا عظیم عمل ہے کہ جس کی برکت سے نہ صرف انسان عبادات پر استقامت پزیر ہو جاتا ہے بلکہ مکمل طور پر گناہوں سے دوری بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

(2) خوفِ خدا کا درست مفہوم

اس سے پہلے کہ میں آپ کی خدمت میں خوفِ خدا کے حصول کے طریقے عرض کروں، بہتر محسوس ہوتا ہے کہ خوفِ خدا کا صحیح مفہوم واضح کر دیا جائے۔ یاد رکھئے کہ جب خوفِ خدا کے حصول کی تلقین کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے خوف محسوس کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک تو ہم کر ہی نہیں سکتے، اور جب ذات کا ادراک ہی نہیں ہو سکتا تو اس سے ڈرنا کس طرح ممکن ہے؟..........

بلکہ اس وقت مقصود یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے جواب میں سخت عذاب سے ڈرا جائے۔ چنانچہ اگر کوئی اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذابات کا صحیح خوف پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کہا جائے گا۔

(3) خوفِ خدا میں مبتلاء ہونا، محبوبانِ باری تعالیٰ کی سنت ہے

خوفِ خدا میں مبتلاء رہنا، اللہ تعالیٰ کے ہر محبوب بندے کی سنت ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے طریقے اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنا

Marfat.com

محبوب بنالیتا ہے۔لھذا ہمیں بھی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہونے کے لئے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اوراس کے عذابات کا خوف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس پرفتن دور میں جب کہ ہرطرف بے خوفی کا راج ہے،یقیناً اس نعمت کا حصول ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے لیکن جب کوئی بندہ اخلاص کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی امداد پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی پاکیزہ چیز کے حصول کے لئے استقامت وحکمت سے کوشش کرے تو اسے ضرور ضرور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔چنانچہ مایوس ہونے کے بجائے ہمیں خوفِ خدا کے حصول کے طریقوں پرغور کرنا چاہیئے۔چند طریقے میں بھی آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

(4) خوفِ خدا حاصل کرنے کے طریقے

خوفِ خدا حاصل کرنے کے چند طریقے ہیں،جنھیں بالترتیب عرض کرتا ہوں۔

(1) فضائلِ خوفِ خدا کا بیان:۔

کسی بھی چیز کے حصول کے لئے تیار ہونے کے لئے پہلے اس کے فائدوں کو جان لیا جائے تو عموماً خارجی وباطنی رکاوٹوں سے نجات مل جاتی ہے۔چنانچہ حصولِ خوفِ خدا کے سلسلے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے پہلے اس کے چند فضائل سماعت فرمایئے۔

﴿1﴾ رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے توحید کے سوا کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔جب اسکے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ ''میرے مرنے کے بعد مجھے آگ میں جلانا،یہانتک کہ وہ مجھے

راکھ بنادے، پھر میری راکھ کو تیز ہوا کے دن دریا میں اڑا دینا۔" جب اسکا انتقال ہوا تو اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ مگر اس نے خود کو حق تعالی کے قبضے میں پایا۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ تجھے کس بات نے اس پر آمادہ کیا کہ تو اپنے ساتھ ایسا کرے؟ اس نے عرض کی کہ "تیرے خوف نے۔" تو اس عذر کی بناء پر اسکو بخش دیا گیا حالانکہ اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہ کیا تھا۔ (بخاری)

﴿2﴾ سلطانِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "جو کوئی اللہ تعالی سے ڈرے تمام مخلوق اس سے ڈرے گی اور جو کوئی اللہ تعالی سے نہ ڈرے گا تو اللہ تعالی تمام مخلوقات کا ڈر اسکے دل میں ڈال دے گا۔" (کنز العمال)

﴿3﴾ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب حق تعالی کے خوف سے کسی بندے کے بال اسکے جسم پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ خوف الٰہی کا خیال کرے تو اسکے گناہ اسکے بدن سے اس طرح گر پڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔ (مشکوۃ)

﴿4﴾ مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جسکی وفات قریب تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ "تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟" اس نے عرض کی "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے امید بھی ہے اور گناہوں کی وجہ سے ڈرتا بھی ہوں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مقام میں جب بھی یہ دو باتیں جمع ہوتی ہیں، تو اللہ تعالی اسے وہ عطا فرماتا ہے جسکی وہ امید رکھتا ہے اور اس سے محفوظ رکھتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔ (مشکوۃ)

﴿5﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عبادت گزار نوجوان، مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اسکی عبادت سے تعجب کیا کرتے تھے، اس نوجوان کا ایک بوڑھا باپ بھی تھا۔ یہ جوان روزانہ عشاء کی نماز کے بعد

Marfat.com

اپنے باپ کی خدمت کے واسطے جاتا۔ راستے میں ایک عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اور ہر روز اسکو بلاتی اور چھیڑتی تھی۔ آخر کار ایک دن یہ نوجوان اس عورت کے بہکاوے میں آ گیا، چنانچہ اس عورت کے گھر کی طرف چلا۔ جب دروازے پر پہنچا اور اندر جانے کا ارادہ کیا تو یہ آیت یاد آ گئی،

''اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان۔ پ ۹۔ الاعراف ۲۰۱)''

اور اسکے دل پر اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف طاری ہوا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ جب کافی عرصہ گزر گیا تو اسکا باپ اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں پہنچا اور اسے اٹھوا کر گھر لے گیا۔ جب نوجوان ہوش میں آیا تو باپ نے کہا کہ ''سچ سچ بتا کہ کیا معاملہ ہے؟'' تو نوجوان نے یہی آیت پڑھی، ایک چیخ ماری اور زمین پر گر کر مر گیا، لوگوں نے کفن وغیرہ دے کر اسے دفن کر دیا۔

صبح یہ واقعہ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے عرض کیا۔ آپ، اسکے باپ کے پاس تعزیت کے گئے اور فرمایا کہ مجھے رات کو خبر کیوں نہ دی؟ اس نے عرض کی ''رات کا وقت تھا اسلئے تکلیف کے خیال سے آپ کو خبر نہ دی۔ ''فرمایا'' مجھے اسکی قبر کے پاس لے چلو۔'' قبر پر پہنچ کر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ☆ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان۔ پ ۲۷۔ الرحمٰن ۴۶)

نوجوان نے قبر سے دوبار جواب دیا، ''یا امیر المؤمنین! بے شک

Marfat.com

میرے رب کریم نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔'' (شرح الصدور)

﴾6﴿ سرکارِ دو عالم ﷺ کا فرمانِ حکمت نشان ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ (شعب الایمان)

پیارے اسلامی بھائیو!

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا گناہوں کی مغفرت، عذابِ الٰہی سے نجات، جنت کی نعمتوں اور حکمت و دانائی کے حصول کا سبب بن جاتا ہے۔ اب آپ خود غور فرمائیں کہ جس صفت کی بناء پر اس قدر انعامات حاصل ہو رہے ہوں اس کے حصول کے لئے کوشش کرنا کتنی بڑی سعادت مندی ہے۔

(2) اکابرینِ اسلام کے خوفِ خدا کے واقعات کا بیان:۔

اپنے اسلافِ کرام کے خوفِ خدا سے متعلقہ واقعات بار بار پڑھیں ..یا..سنیں، اس سے بھی مقصود کے حصول میں بے حد آسانی پیدا ہوتی ہے۔ چند واقعات میں بھی عرض کرتا ہوں۔

﴾1﴿ حضرت مِسوَر ابن مُخرِمہ (رضی اللہ عنہ)، قرآن پاک سنکر بیتاب ہو جاتے، ایک دن ایک اجنبی شخص نے جو آپکی اس کیفیت سے واقف نہ تھا، آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی،

''یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ☆ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَہَنَّمَ وِرْدًا ☆ جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔

(ترجمۂ کنز الایمان۔ پ ۱۶۔ مریم ۸۵)

آپ نے سن کر فرمایا کہ ''میں پرہیزگاروں میں داخل نہیں، میں

Marfat.com

مجرموں میں داخل ہوں، اس آیت کو پھر پڑھو۔" اس نے دوبارہ پڑھی آپ نے ایک چیخ ماری اور جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (احیاء العلوم)

﴿2﴾ شیخ عطا سلمی (رحمۃ اللہ علیہ)، اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث ۴۰ سال تک نہیں ہنسے اور نہ آسمان کی طرف دیکھا، ایک بار آسمان کی طرف دیکھ لیا تو دہشت کے مارے گر پڑے اور اس رات آپ نے اپنے چہرے پر کئی بار اسلئے ہاتھ پھیرا کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ تو نہیں پڑ گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

﴿3﴾ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) پوری رات روتے رہے لوگوں نے عرض کیا کہ "آپ تو صاحب تقویٰ بزرگوں میں سے ہیں پھر آپ اتنا کیوں رہتے ہیں؟" فرمایا، "میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں کہ جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ باز پرس کر کے یہ فرما دے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تیری کوئی وقعت نہیں اور ہم تیری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔" (تذکرۃ الاولیاء)

﴿4﴾ منصور بن عمامہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں حج کے دوران کوفہ کی ایک گلی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اندھیری رات میں کسی ضرورت سے نکلا کہ اچانک میں نے ایک گھر سے یہ دعا سنی کہ "اے میرے خدا (عزوجل)! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم، میں نے اپنے گناہوں کے ذریعے تیرا مقابلہ کرنے کی کوشش نہیں کی اور میں گناہوں کے کرتے وقت تجھ سے بے خبر بھی نہ تھا، لیکن مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا، اور تیری ڈھیل دینے والی پردہ پوشی نے مجھے جراءت مند کر دیا اور میری بدبختی نے گناہ پر میری مدد کی اور میں اپنی جہالت سے گناہوں میں مبتلا ہو گیا۔ اب میں، تیرے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ تو میرے عذر کو قبول فرمائے گا۔ اور اگر تو نے میرے عذر کو قبول نہ فرمایا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو ہائے

Marfat.com

عذاب میں میرے غم کی درازی۔''

جب وہ خاموش ہوا تو میں نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ☆ اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ ان پر سخت کرے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انھیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

(ترجمہ کنزالایمان۔پ ۲۸۔التحریم.۶)

اسکے بعد میں نے ایک شدید چیخنے اور دھڑام سے گرنے کی آواز سنی اور اسکے بعد خاموشی طاری ہوگئی۔ پھر میں حاجت پوری کر کے گھر واپس آ گیا۔ صبح میں اسی طرف گیا تو میں نے رونے کی آوازیں سنیں اور دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کر رہے ہیں۔ اسی لمحہ ایک بہت بوڑھی عورت کو روتے ہوئے دیکھا، معلوم ہوا کہ یہ اس میت کی ماں ہے وہ کہہ رہی تھی،'' اللہ تعالی میرے بیٹے کے قاتل کو جزائے خیر نہ دے کہ اس نے میرے بیٹے پر ایسی آیت تلاوت کی کہ جسمیں عذاب کا ذکر تھا، جب اس نے یہ آیت سنی تو ہیبت الٰہی کا اسکے دل پر غلبہ ہوا اور وہ مر کر گر پڑا۔'' پھر میں نے اس رات، اس لڑکے کو خواب میں دیکھا تو پوچھا، اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟'' اس نے جواب دیا کہ، وہی جو اس نے شہدائے بدر کے ساتھ کیا۔'' میں نے پوچھا'' وہ کیسے؟'' جواب ملا،'' اسلئے کہ اللہ تعالی نے ان کو کافروں کی تلوار سے شہید کیا اور مجھے اپنے خوف کی تلوار سے۔'' (احیاء العلوم)

﴿5﴾ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے،'' کاش! میں کوئی

Marfat.com

درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔'' کبھی فرماتے ،'' کاش! میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے۔'' ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہو دیکھا تو ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا،'' تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا پیتا ہے، درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ سے کوئی حساب کتاب نہ لیا جائے گا۔ کاش ابوبکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء)

﴿6﴾ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ)، اکثر اوقات، قرآن پاک کی آیت سنکر گر پڑتے اور بے ہوش ہو جاتے، کئی دن تک لوگ آپ کی عیادت کو آتے رہتے اور آپ فرماتے'' کاش! عمر! اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔'' ایک دن آپ اونٹ پر کہیں جا رہے تھے کہ کسی نے قرآن پاک کی عذاب کی آیت پڑھی، تو آپ، خوف الٰہی کے باعث اونٹ سے نیچے گر گئے اور لوگوں نے اٹھا کر آپ کو گھر پہنچایا اور آپ پورے ایک مہینے بیمار رہے۔ (ایضاً)

(3) خوفِ خدا رکھنے والوں کی صحبت اختیار کریں:۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں کہ جو ہر معاملے میں اپنے رب کریم سے ڈرتے رہتے ہیں، ان شاء اللہ کچھ عرصہ اس صحبت کو پابندی سے اختیار کر لیا جائے تو کامیابی ضرور ضرور قدم چومتی ہوئی نظر آئے گی۔

☆ کسی نے حضرت حسن بصری (رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کی کہ'' آپ، ان لوگوں کی محفل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمیں عذاب آخرت سے اتنا ڈرتے ہیں کہ ہمارے دل ٹکڑے ہو جاتے ہیں؟'' آپ نے جواب دیا کہ'' آج ایسے لوگوں کی صحبت کی برکت سے کل تمھیں امن نصیب ہوگا اور یہ اس سے بہتر ہے کہ آج تمھارے ایسے ساتھی ہوں جو تمھیں بے خوف کر دیں اور تم کل،

Marfat.com

خوف میں مبتلا ہو جاؤ۔" (تذکرۃ الاولیاء)

(4) عذابِ الٰہی کے بارے میں جانیں:۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب اس کی ذات سے ڈرنا نہیں بلکہ اس کے عذابات کا خوف ہے، لھذا اس کے عذابات کی معرفت خوف میں اضافے کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگی۔ اس کے لئے قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ کا سنجیدگی اور خوب غور و تفکر کے ساتھ مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے۔

(5) خوفِ خدا کی موجودگی کی علامات

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان علامات کو بھی ذکر کر دیا جائے کہ جو خوفِ خدا کے حصول کے بعد کسی انسان میں واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہیں، ان علامات کے بیان کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہر شخص بخوبی جان لے گا کہ وہ واقعی اپنے رب کا صحیح خوف حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے.. یا.. فقط خوش فہمی اور دھوکے میں مبتلاء ہے۔ چنانچہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا دعویٰ کرے اسے چاہیئے کہ دیانت داری کے ساتھ خود میں ان علامات کو تلاش کرے۔

(۱) حقیقی خوفِ خدا رکھنے والا کسی بھی فرض یا واجب کردہ عبادت کو جان بوجھ کر ترک نہ کرے گا۔

(۲) دانستہ کوئی بھی گناہ نہ کرے گا خواہ چھوٹا ہو بڑا، اور چاہے اکیلا ہو.. یا گھر والوں.. اور... بے تکلف دوستوں کے درمیان۔

(۳) اگر کبھی بتقاضائے بشریت گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ میں بالکل دیر نہ کرے گا۔

(۴) بروزِ قیامت اپنے گناہوں پر گرفت سے ڈرتا رہے گا۔
(۵) اپنی موت کو بار بار یاد کرے گا۔
(٦) صرف نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھے گا۔

امید ہے کہ ان علامات کو اپنی ذات میں تلاش کرنے کی سعادت حاصل کر لینے کی بناء پر ہمیں اپنا حساب وکتاب کرنے میں آسانی محسوس ہو گی۔ نیز معلوم ہوا کہ جو شخص عبادات سے جان چھڑانے، گناہوں کی کثرت کرنے، توبہ میں ٹال مٹول کو عادت بنا لینے، قیامت کا ڈر محسوس نہ کرنے، موت کو بھول جانے اور برے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کو پسند کرنے کے باوجود خوفِ خدا کے حصول کا دعویٰ کرے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا اور نفس وشیطان کے دھوکے میں گرفتار ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنا حقیقی خوف عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿8﴾ دعوتِ دین کے تقاضے

(1) تبلیغِ دین اب ہماری ذمہ داری ہے

(2) نیکی کی دعوت کے لئے باعمل ہونا ضروری نہیں۔

(3) نیکی کی دعوت کے مختلف احکام

(4) نیکی کی دعوت کے لئے حکمت اختیار کرنا ضروری ہے۔

(5) حکمت کی مختلف صورتیں

(6) تقاضائے حکمت کی وجوہات

(7) ان امور کے حصول کا طریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) تبلیغِ دین اب ہماری ذمہ داری ہے

پیارے اسلامی بھائیو!

انبیاء (علیھم السلام) کی آمد کا سلسلہ موقوف ہونے کے بعد خدمتِ دین کی ذمہ داری اب ہمارے نازک کاندھوں پر ڈال دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ يَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ☆ اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم کریں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (ترجمۂ کنز الایمان۔ پ۴۔ ال عمران ۱۰۴)

رحمتِ عالم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ **بلغوا عنی ولو آیۃ** پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

(2) نیکی کی دعوت کے لئے باعمل ہونا ضروری نہیں

مذکورہ آیت و حدیثِ مبارکہ پر غور فرمائیں تو بخوبی معلوم ہوگا کہ تبلیغ دین کے لئے داڑھی، عمامہ والا.. یا.. مسجد کا امام وخطیب اور بہت زیادہ صاحبِ علم ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر وہ مسلمان کہ جسے تھوڑا بہت بھی علم ہو اپنی معلوم شدہ بات کو آگے بڑھا سکتا ہے۔

(3) نیکی کی دعوت کے مختلف احکام

یہ بات بھی قابلِ حفظ ہے کہ نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں۔

Marfat.com

☆اگر غالب گمان یہ ہے کہ ہم اسے کہیں گے تو وہ شخص بات مان جائے گا اور بری بات سے باز آ جائے گا، تو امر بالمعروف واجب ہے۔اب ہمیں امر بالمعروف سے رکنا جائز نہیں۔

☆اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھے گا اور گالیاں دے گا تو ترک کرنا افضل ہے۔

☆اور اگر معلوم ہو کہ ہمیں مارے گا اور ہم صبر نہ کر سکیں گے.. یا..اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا، آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی، جب بھی چھوڑنا افضل ہے۔

☆اور اگر معلوم ہو کہ مجھے مارے گا تو صبر کرلوں گا تو ایسے شخص کو برے کام سے منع کرے، اس صورت میں نیکی کا حکم کرنے والا یہ شخص مجاہد ہے۔

☆اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانے گا نہیں، مگر نہ ہی مارے گا اور نہ گالیاں دے گا تو اسے اختیار ہے۔مگر افضل یہ ہے کہ امر بالمعروف کرے۔''

ان صورتوں کو سامنے رکھ کر ہمیں ہر لمحہ اپنے اطراف میں برائی کرنے والوں پر غور کرتے رہنا چاہیئے تاکہ اگر کسی موقع پر تبلیغِ دین واجب ہو تو گناہ گار ہونے سے بچا جا سکے۔

(4) نیکی کی دعوت کے لئے حکمت اختیار کرنا ضروری ہے...

یہ اصول بھی ہمیشہ ذہن نشین رہے کہ دعوتِ دین کے لئے حکمت اختیار کرنا بے حد ضروری ہے، ورنہ فائدے کے بجائے نقصان کا اندیشہ ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔اپنے

Marfat.com

رب کی راہ کی طرف بلاؤ، پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ۱۴،النحل ۱۲۵)

(5) حکمت کی مختلف صورتیں

اس آیتِ پاک کے پیشِ نظر معلوم ہوا کہ نیکی کی دعوت، دعوت دینے والے سے حکمت کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر ایک سمجھ دار انسان ذرا سا غور کرے تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ اس مطلوبہ حکمت کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) علم دین کا حصول۔ (۲) صبر و تحمل۔ (۳) رضائے الٰہی کی نیت۔

(۴) نرمی۔ (۵) عمل کی دولت۔

(6) تقاضائے حکمت کی وجوہات

(۱) علم دین کا حصول:۔

نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے علمِ دین کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ علم کے بغیر انسان نہ تو گناہوں کی معرفت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی عبادات میں نقص و کمی کو جاننا ممکن ہے۔ لھذا اس بے علمی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جہالت کے ساتھ نیکی کی دعوت دینے والا کبھی تو ایسی چیز کو گناہ قرار دے دے گا جو اصل میں نیکی ہے مثلاً نیاز یا میلادِ مصطفٰی منانے یا غوثِ پاک کی گیارہویں کرنے کو حرام کہنا.... اور.... کبھی کسی کام کو نیکی بتائے گا حالانکہ وہ گناہ ہوگی۔ مثلاً بسا اوقات جاہل حضرات زندوں پر قیاس کر کے مردے کے موئے زیرِ ناف مونڈنے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں، حالانکہ یہ حرام ہے۔

(۲) صبر و تحمل:۔

نیکی کی دعوت دینے والے کے لئے اپنی ذات میں صبر و تحمل کی صفت

پیدا کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ بے صبر اور جلد غصے میں آ جانے والا یا تو اس راہ میں آنے والی مشقتوں سے گھبرا کر بہت جلد راہِ فرار اختیار کرے گا اور یا کسی کی بے رخی کے جواب میں تیخ پا ہو کر اسے اپنے آپ اور دین سے بدظن کر دے گا۔.............صبر کی برکات کس طرح سامنے والے کے دل کو اسیر کرتی ہیں، اس کا اندازہ اس بہترین روایت سے لگائیے۔

☆ حضرت مالک بن دینار (رضی اللہ عنہ) اور یہودی:۔

مروی ہے کہ حضرت مالک بن دینار (رضی اللہ عنہ) کے پڑوس میں ایک یہودی رہا کرتا تھا۔ اس یہودی کی چھت کا پرنالہ حضرت کے صحن کی جانب تھا۔ یہودی بغض و عناد میں اندھا ہو کر اپنے گھر کا تمام تر کچرا پرنالے کے ذریعے آپ کے صحن میں گرادیا کرتا۔ حضرت ایک طویل عرصے تک اس کی اس زیادتی کو صبر و تحمل سے برداشت فرماتے رہے لیکن کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے۔

یہودی آپ کے اس صبر و تحمل سے بے حد متاثر ہوا اور آخرِ کار ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہو عرض گزار ہوا کہ جناب! آپ کو میرے اس پرنالے سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی؟ آپ نے حسبِ سابق تحمل سے جواب دیا کہ جی ہاں، تکلیف تو ہوتی ہے۔ اس نے اس نرم جواب پر حیران ہو کر دوبارہ عرض کی، کیا آپ کو میری ان حرکات پر غصہ نہیں آتا؟ آپ نے فرمایا، ''ہمارا رب عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے ''وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔ پ۴۔ ال عمران ۱۳۴)

''اب تیری بات کا جواب یہ ہے کہ غصہ تو آتا ہے لیکن میں اسے پی لیتا

Marfat.com

ہوں تا کہ اس کے بدلے میں اپنے رب کا پیارا بن سکوں۔'' یہ جواب سن کر یہودی کے دل کی دنیا بدل گئی اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلا، ''واہ! آپ کا دین تو نہایت عمدہ ہے۔'' پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پیارے اسلامی بھائیو!

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مالک بن دینار کے صبر نے کس طرح ایک یہودی کو مسلمان بنا دیا، اگر آپ بھی ہماری طرح اس قسم کے موقع پر لڑائی جھگڑے، مار کٹائی سے کام لیتے تو یقیناً نتیجہ اس سے بالکل مختلف ہوتا۔

(۳) رضائے الٰہی کی نیت:۔

انسان کے قلب میں جتنا زیادہ اخلاص ہوگا، اس کے دینی کام اور زبان میں اتنی ہی برکت بھی زیادہ ہو گی۔ دنیاوی مفاد کے لئے دین کا کام کرنے پر کچھ نہ کچھ فائدہ تو حاصل ہو ہی جائے گا، لیکن دعوتِ دین دینے والا یہ شخص، آخرت میں انعام اور دنیا میں نیکی کی دعوت کی حقیقی برکات سے محروم رہے گا۔

ہمارے اکابرین اس معاملے میں حتی الامکان احتیاط سے کام لیا کرتے تھے، چنانچہ

ایک شخص حضرت سفیان ثوری (رضی اللہ عنہ) کے پاس کوئی تحفہ لایا۔ آپ نے اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھ سے یہ تحفہ نہیں لے سکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کبھی تو نے مجھ سے علم کی کوئی بات سیکھی ہو اور یہ تحفہ اس نیکی کا بدلہ بن جائے، نتیجتاً میں ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔'' اس نے عرض کی حضور! میں نے کبھی بھی آپ سے علمِ دین نہیں سیکھا۔'' آپ نے فرمایا، ''ہاں، یاد آیا تیرے بھائی نے مجھ سے علمِ دین سیکھا تھا۔'' یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا

Marfat.com

دیا۔ (کیمیائے سعادت)

(۴) نرمی:۔

نیکی کی دعوت سے مرضی کے مطابق نتیجہ حاصل کرنے کے لئے اپنے مزاج میں نرمی کا پیدا کرنا بھی لازم وضروری ہے۔ سامنے والے کو سختی سے بات سمجھانے پر اصلاح کے امکانات بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ ہاں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سختی کا سامنا کرنے والا دعوت دینے والے سے بیزار ہو جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات تو اس کے اس خلافِ حکمت فعل کے باعث دین سے ہی دور ہو جاتا ہے۔ اپنے گھروں میں دینی ماحول بنانے میں ناکامی اکثر اسی وجہ سے ظہور پزیر ہوتی ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ سختی ہمیشہ نقصان کا باعث نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی اس کا فائدہ بھی ہوتا ہے، بلکہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بعض معاملات میں سختی کا حکم بھی فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ''جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھاؤ۔'' (ابوداؤد)

یونہی گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دشمنانِ اسلام سے بھی نرم رویہ اختیار کرنا ممنوع ہے۔

لھذا نیکی کی دعوت دینے والے کو خوب سمجھ داری سے غور کرنا ہو گا کہ کہاں بات نرمی سے سمجھانی چاہیئے اور کہاں سختی سے کام لینا مناسب رہے گا۔

(۵) عمل کی دولت:۔

باعمل شخص کی بات جتنی موثر ہوتی ہے یقیناً بےعمل کے کلام میں وہ تاثیر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب کوئی اسے اچھے کام کی

تلقین کرتا ہے تو وہ سب سے پہلے نصیحت کرنے والے کی ذات میں اس بات کو تلاش کرتا ہے اگر دعوتِ پاکیزہ دینے والا اس پر عامل ہو تو اس کا دل نصیحت قبول کرنے کے لئے بہت جلدی تیار ہو جاتا ہے، اس کے برعکس اگر سامنے والا بے عمل ہو تو دل ،قبول حق سے صاف انکار کر دیتا ہے۔ آج کل اولاد کے ،اپنے والدین اور اساتذہ کی بات نہ ماننے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔لھذا ہمیں چاہیئے کہ اپنی زبان اور شخصیت کی تاثیر بڑھانے کے لئے عمل کو اپنے اوپر لازم کر لیں اور اس میں کسی قسم کی سستی کو قریب بھی نہ آنے دیں۔

(7) ان امور کے حصول کا طریقہ

پیارے اسلامی بھائیو!

ان تمام امور کے حصول اور بعدِ حصول ،ان پر استقامت کے لئے دعوتِ اسلامی کے ماحول کے قریب آنا بے حد مفید رہے گا، کیونکہ ماحول کی برکت سے علمِ دین، اچھی صحبت اور ان کی برکت سے بے شمار گناہوں سے نجات اور لاتعداد نیک اعمال پر استقامت حاصل ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ آپ کا قریب آنا فقط فائدہ دلوائے گا، کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حکمت کے ساتھ نیکی کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿9﴾ عفو ودر گزر ایک اچھی عادت ہے

(1) رحمتِ عالم کو سب سے بہترین اخلاق عطا کئے گئے۔

(2) اخلاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنانے کی جانب اشارہ

(3) پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت پیاری عادتِ مبارکہ

(4) اس عادت کے اختیار کرنے کا حکم

(5) عفو درگزر پر کثیر ثواب کیوں؟

(6) قرآن وحدیث میں عفو درگزر کے فضائل

(7) محاسبہ

(8) معاف کرنے پر ثواب میں اضافہ کب؟..........

(9) کب معاف کرنا جائز نہیں؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) رحمتِ عالم کو سب سے بہترین اخلاق عطا کئے گئے

پیارے اسلامی بھائیو!

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا جو کچھ عطا فرمایا وہ سب سے بہترین اور خوبصورت عطا فرمایا۔ چنانچہ عادات واخلاق بھی سب سے بڑھ کر عطا فرمائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

" وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ☆ اور بے شک تمہاری خُوبُو بڑی شان کی ہے۔ (ترجمۂ کنز الایمان۔ پ۲۹۔ القلم۴)

(2) اخلاقِ رسول ﷺ اپنانے کی جانب اشارہ

اور پھر ان اخلاق وعادات کے اپنانے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا، " لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (ترجمۂ کنز الایمان۔ پ۲۱۔ الاحزاب ۲۱)

جب اللہ تبارک وتعالی کی مرضی یہی ہے کہ اس کے بندے اس کے محبوب ﷺ کے اخلاقِ کریمہ اپنانے کی سعادت حاصل کریں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ مشیتِ الٰہی کے مطابق خود کو رسولِ اکرم ﷺ کی سنتوں کے سانچے میں ڈھال لیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید فیوض وبرکات کے مستحق بن سکیں۔

(3) پیارے آقا ﷺ کی ایک بہت پیاری عادتِ مبارکہ

آج میں آپ کی خدمت میں پیارے آقا ﷺ کی ایک بہت ہی پیاری عادتِ مبارکہ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا، تاکہ جو اسلامی بھائی اس عادت کو اپنائے ہوئے ہوں وہ اس کے فضائل کے پیشِ نظر اس کی حفاظت میں شدت فرمائیں اور جو خدانخواستہ محروم ہوں اپنانے کی جانب مائل ہو جائیں۔

(4) اس عادت کے اختیار کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اس عادتِ کریمہ کے اختیار کرنے کا حکم قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

''خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ☆ اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ۹۔اعراف ۱۹۹)

اس آیتِ مبارکہ میں تین چیزوں کی تلقین فرمائی گئی ہے، میں ان میں سے عفودرگزر کے بارے میں کلام کا شرف حاصل کروں گا۔

(5) عفودرگزر پر کثیر ثواب کیوں؟..........

پیارے اسلامی بھائیو!

کسی کے ظلم وتشدد و برائی کے جواب میں درگزر سے کام لینا بلا شک ایک مشکل ترین کام ہے۔ کیونکہ ہمارے نفس کی فطرت ہے کہ یہ انتقام پسند واقع ہوا ہے، جب کہ معاف کردینا اس کے مزاج کے خلاف ہے۔ چنانچہ جب انسان اپنے پیارے آقا علیہ السلام کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے عفودرگزر سے کام لیتا ہے تو اسے اپنے نفس کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس مخالفت کے زور کو توڑنے کے لئے اسے اپنے آپ سے لڑنا پڑتا ہے اور یقیناً اس لڑائی جھگڑے میں بے حد تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اور جب بندہ اس تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں کیونکہ جو نیک عمل نفس پر جتنا زیادہ گراں واقع ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اتنا ہی زیادہ پیارا ہوتا ہے۔

(6) قرآن وحدیث میں عفودرگزر کے فضائل

یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان کئے

Marfat.com

گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ''وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ۴۔ال عمران۱۳۴)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی مقامات پر عفو درگزر کی فضیلت کی جانب واضح اشارہ فرمایا۔ چنانچہ،

﴿1﴾ آپ کا فرمانِ ذیشان ہے، ''معاف کرنے سے بندے کی عزت ہی بڑھتی ہے، لہذا معاف کرنا اختیار کرو اللہ تمھیں عزت دے گا۔'' (مشکوۃ)

﴿2﴾ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا، ''بروزِ قیامت ایک منادی ندا دے گا کہ جن کا اجر اللہ کے ذمے ہے وہ کھڑے ہو جائیں اور جنت میں چلے جائیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا، ''لوگوں کو معاف کر دینے والے۔'' (احیاء العلوم)

﴿3﴾ ایک مقام پر فرمایا، ''حضرتِ موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی یا الٰہی! تجھے اپنے بندوں میں سے کون سا بندہ زیادہ عزیز ہے؟'' اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، 'وہ بندہ جو قدرتِ انتقام کے باوجود معاف کر دے۔''

(احیاء العلوم)

﴿4﴾ ایک اور جگہ ارشاد ہوا، ''جو شخص کسی مسلمان کی خطا سے درگزر کرے گا اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اس کی خطاؤں کو معاف فرمائے گا۔'' (احیاء العلوم)

(7) محاسبہ

پیارے اسلامی بھائیو!

ان فضائل کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنے بارے میں ضرور غور کرنا

Marfat.com

چاہیئے کہ ہم بھی ان برکات کو حاصل کرنے کے لئے عفودرگزر کی سنت پر عامل ہیں یانہیں؟............اگر جواب ہاں میں ہو،تو خدا کا شکرادا کر کے عادت کومزید پختہ کرنے کی کوشش جاری رکھیں اوراگر محرومی محسوس ہوتو پھر آج ہی سے پختہ ارادہ فرمالیں کہ ان شاء اللہ عزوجل بہت جلد خوب ہمت کے ساتھ اسے اپنانے کے لئے عملی قدم ضرور اٹھائیں گے۔

(8) معاف کرنے پر ثواب میں اضافہ کب؟......

یہ یادرکھنا بھی مفید رہے گا کہ معاف کرنا جتنا زیادہ نفس پر دشوار ہوتا جائے گا اس کا ثواب بھی اتنا ہی زیادہ بڑھتا چلا جائے گا۔مثلاً

☆ موڈ اچھاہے،اب کسی نے غلطی کی..یا..

☆ تھوڑا بہت نقصان کیا..یا..

☆ اکیلے میں کسی نے زیادتی کی ہے..یا..

☆ برائی کرنے والے نے ہماری کسی غلطی پر پہلے کبھی ہمیں معاف کیا تھا..یا..

☆ اس نے کوئی احسان کیا ہوا ہے.......

تو ان سب صورتوں میں معاف کرنا آسان ہے۔

اس کے برعکس ہمارا موڈ پہلے ہی کسی بات پر بگڑا ہوا تھا اب کسی نے غلطی کی..یا..کوئی بہت بڑا نقصان پہنچا دیا..یا..سب کے سامنے کوئی ظلم وزیادتی کی..یا..اس نے پہلے کبھی ہمیں معاف نہیں کیا تھا اور نہ ہی کوئی احسان وغیرہ کیا ہے تو اب معاف کرنا یقیناً بہت مشکل محسوس ہوگا۔

(9) کب معاف کرنا جائز نہیں؟

بسااوقات سامنے والے کی غلطی سے درگزر نہ کرنا ہی باعثِ ثواب ہوتا

Marfat.com

ہے،مثلاً کسی نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ یا اس کے حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کردی..یا..گھر والے کسی گناہ کو مسلسل کررہے ہوں..یا..کسی عبادت میں کوتاہی کی عادت میں مبتلاء ہو گئے ہوں وغیرہ وغیرہ تو اِن صورتوں میں درگزر باعثِ ہلاکت ہوگا،نہ کہ سنت۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح مواقع پر عفو درگزر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿10﴾ پانچ سے پہلے پانچ

(1) ایک عظیم نصیحت

(2) مذکورہ فرمان میں پوشیدہ حکمت اور ہمت کے حصول کا طریقہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) ایک عظیم نصیحت

پیارے اسلامی بھائیو!

آج میں آپ کی خدمت میں نصیحت سے بھرپور ایک ایسی حدیثِ پاک عرض کررہا ہوں کہ جس پر عمل پیرا ہونے کی سعادت، حقیقتاً صرف سعادت مندوں کا حصہ ہے۔ کاش! ہم بھی اس سعادت مندی سے حصہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔

ہمارے پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ، حبیبِ کبریا ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پانچ سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔

تندرستی کو بیماری سے پہلے، مالداری کو تنگ دستی سے پہلے، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

(ترمذی شریف)

(2) مذکورہ فرمان میں پوشیدہ حکمت اور ہمت کے حصول کا طریقہ

پیارے اسلامی بھائیو!

اس حدیثِ پاک کو سن کر اب ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ مذکورہ پانچ چیزوں کو غنیمت جاننے کی حکمت جاننے کی بھی کوشش کریں تاکہ مکمل طور پر استفادہ کی سعادت حاصل ہوسکے۔ چنانچہ

(1) تندرستی کو بیماری سے پہلے غنیمت جاننے میں حکمت:۔

انسان حالتِ صحت میں جو کام سرانجام دے سکتا ہے، یقیناً بیماری میں

Marfat.com

ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا بہت مشکل ہے۔ بلکہ اگر مرض شدید ہو تو بسا اوقات وہ کسی کام کے قابل ہی نہیں رہتا۔ اور بعض اوقات تو یوں بھی ہوتا ہے کہ مبتلائے مرض ہونے کے بعد انسان کو کسی نیک اعمال کی توفیق ہی نہیں ملتی کیونکہ یہ مرض دنیا سے رخصتی کا پروانہ دلوا کر ہی جان چھوڑتا ہے۔

لھذا نیک اعمال کے معاملے میں بھی صحت کو غنیمت تصور کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے رہنی چاہیئے تا کہ اگر اچانک کوئی بیماری حملہ آور ہو جائے تو بستر مرگ پر بے بسی کے ساتھ لیٹے ہوئے پچھتاوے کا شکار نہ ہونا پڑے۔

یوں ہی اگر کوئی بدنی عبادت مثلاً نماز..یا..روزہ وغیرہ کی قضا ذمہ میں لازم تھی تو اب بیماری کی وجہ سے ان کی ادائیگی سے محروم ہو کر ان کا وبال سر پر لے کر جانا پڑے گا۔

ان تمام امور کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ چونکہ حالتِ صحت عموماً غفلت کا سبب بنتی ہے، لھذا آپ نے اس غفلت سے بیداری کی خاطر خاص طور پر اس کے بارے میں ارشاد فرمانا پسند فرمایا۔

﴿اس معاملے میں عمل کی ہمت حاصل کرنے کا طریقہ﴾

اس کے لئے بہتر ہے کہ انسان کبھی کبھار اسپتال میں جا کر مریضوں کو دیکھے اور اپنی صحت پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے میں سنجیدگی اختیار کرے۔

(2) مالداری کو تنگ دستی سے پہلے غنیمت جاننے میں حکمت:۔

فی نفسہ مال کوئی بری چیز نہیں، کیونکہ اس کے ذریعے بے شمار نیک کام

Marfat.com

سرانجام دے کراخروی لحاظ سے عظیم الشان خزانہ جمع کیا جا سکتا ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے اس مال کواپنی راہ میں خرچ کرنے کے بدلے میں بے شمار ثواب کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

''مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے۔ (ترجمۂ کنزالایمان۔پ۳۔البقرۃ۲۶۱)

بلکہ بعض نیک اعمال کے لئے تو اس کی موجودگی لازم وضروری ہے ،ورنہ انسان کبھی بھی ان کے ارتکاب کی سعادت حاصل نہیں کرسکتا۔مثلاً فی زمانہ حج ،عمرہ اور قربانی وغیرہ۔ چنانچہ جب من جانب اللہ تعالیٰ یہ نعمت حاصل ہوتو اسے آخرت کے لئے عظیم الشان ذخیرہ بنانے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بسا اوقات ناگہانی آفات کی بناء پر اچانک مال ودولت سے محروم ہونا پڑ جاتا ہے۔اوراس محرومی کے بعد شدید خواہش کے باوجود پھر مال سے وابستہ نیک اعمال کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہو پاتی۔اور پھر سوائے پچھتانے کے اور کچھ نہیں کیا جاسکتا۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ مالی عبادات فرض یا واجب ہوگئیں تھیں ،لیکن مال کی موجودگی کے وقت ان کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتے رہے پھر جب اچانک مال ہاتھ سے نکل گیا تو اب فکر لاحق ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاکر کس طرح حساب وکتاب دیا جائے گا۔چونکہ ادائیگی پر قدرت تو حاصل نہیں لھذا اب ہمہ وقت اخروی گرفت کا خوف راتوں کی نیند حرام کرتا رہے گا۔

ان تمام امور کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ چونکہ مال ودولت کی فراوانی عموماً غفلت کا سبب بنتی ہے، لھذا آپ ﷺ نے اس غفلت سے بیداری کی خاطر خاص طور پر اس کے بارے میں ارشاد فرمانا پسند فرمایا۔

﴿اس معاملے میں عمل کی ہمت حاصل کرنے کا طریقہ﴾

ایسے لوگوں کا گہری نظر سے مشاہدہ کریں کہ جن کے پاس پہلے مال تھا لیکن پھر کسی سبب سے ان پر تنگدستی طاری ہوگئی اور اب وہ فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی اور کثیر نیک اعمال سے محرومی پر کفِ افسوس ملتے نظر آتے ہیں۔ نیز ان لوگوں کو بھی بغور دیکھیں کہ جو صحیح وقت پر اور صحیح مقام پر مال کو خرچ کرنے کی بناء پر نہایت مطمئن وخوش وخرم ہیں۔ اور اخروی لحاظ سے کوئی اندیشہ ان کی راتوں کی نیندیں برباد نہیں کرتا۔

(3) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جاننے میں حکمت:۔

چونکہ جوانی میں عموماً نفسانی خواہشات کا غلبہ رہتا ہے جس کے باعث نیکیوں پر استقامت اور گناہوں سے دوری کا حصول بے حد مشکل تصور کیا جاتا ہے نیز بڑھاپا طاری ہونے کے بعد انسان جوانی میں بآسانی ادا کی جانے والی عبادات کی مثل عبادت سے محروم ہوجاتا ہے، لھذا پیارے آقا ﷺ نے خاص طور پر جوانی کو بڑھاپے سے قبل غنیمت جاننے کا حکم ارشاد فرمایا۔

پھر بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ جوانی میں عبادات میں کوتاہی سرزد ہوئی تھی اور اب بڑھاپے میں موجودہ عبادت کو ادا کرنے کی ہی ہمت نہیں ہوتی تو سابقہ حساب وکتاب کس طرح چکا سکتا ہے؟ انجامِ کار یہ ہوتا ہے کہ کثیر عبادات کے معاملے میں کی گئی کوتاہیوں کا بوجھِ عظیم لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

Marfat.com

میں پہنچنا پڑتا ہے۔

فی زمانہ اکثر مقامات پر یہ منظر بآسانی دیکھا جاسکتا ہے کہ کئی حضرات بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے کے باوجود مختلف قسم کے کھیلوں اور دیگر حرام کاموں میں سامانِ لذت تلاش کرنے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہوتے ہیں۔ جوانی تو پہلے ہی غفلت میں ضائع کردی، بڑھاپے میں بھی توفیقِ خیر حاصل نہیں ہوئی، تو اب زندگی کے اور کون سے لمحات ایسے ملیں گے کہ جن میں آخرت کی تیاری ممکن ہوسکے؟

ان تمام امور کے پیشِ نظر رحمتِ عالم ﷺ نے مذکورہ تلقین ارشاد فرمائی۔

﴿اس معاملے میں عمل کی ہمت حاصل کرنے کا طریقہ﴾

اس کے کئی بہترین طریقے ہیں۔ مثلاً

(۱) اپنے اطراف میں باعمل، عبادات پر مستقیم اور گناہوں سے کنارہ کشی کرنے والے نوجوانوں کو بار بار دیکھیں، کیونکہ نفس عموماً اس بات کو ذہن نشین کروانے کی کوشش کرتا ہے کہ جوانی میں باعمل بننا، پابندی سے نیکیاں کرنا اور مکمل طور پر گناہوں سے بچنا بے حد مشکل ہے۔ لیکن جب مذکورہ اوصاف کے حامل نوجوانوں کا دیدار کیا جائے تو نفس کے اس خیالِ فاسد کا فساد جاننا آسان ہوجاتا ہے۔

(۲) مذکورہ اوصاف کے حامل نوجوانوں کی صحبت اختیار کریں کہ اچھوں کی صحبت انسان کو اچھا بنادیتی ہے۔

(۳) ایسی روایات کا مطالعہ کرے کہ جن میں خصوصاً جوانی میں عبادت اختیار کرنے پر عظیم انعامات کی بشارت دی گئی ہو مثلاً

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''سات اشخاص بروزِ قیامت، عرش کے سائے میں ہوں گے جب کہ کہیں بھی سایہ نہ ہوگا۔ان میں سے ایک وہ نوجوان جو ابتدائے جوانی سے ہی عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو جائے۔'' (مشکوۃ)

(۴) اپنے اطراف میں بے بسی اور پریشانی کی زندگی گزارنے والے بوڑھے حضرات کو بار بار دیکھیں اور خود سے سوال کریں کہ اگر جوانی ضائع کر کے بڑھاپے میں یہ ہی حال ہوا تو پھر آخرت کی تیاری کس طرح ممکن ہے؟............

(4) فراغت کو مصروفیت سے پہلے غنیمت جاننے میں حکمت :۔

بسااوقات انسان کے پاس بہت سے نیک اعمال کرنے کے لئے کثیر وقت موجود ہوتا ہے لیکن سستی ،غفلت اور دیگر فضول کاموں میں مشغولیت اس راہ میں آڑے آجاتی ہے اور انسان آئندہ ''ہمت و وقت'' ملنے کے بارے میں خوش فہمی میں مبتلاء ہو کر موجودہ ساعتوں کی برکات سے خود کو محروم کروالیتا ہے۔پھر جب وہ ''آئندہ'' آتا ہے کہ جس کے بارے میں خواب دیکھے گئے تھے تو کثیر مصروفیات اسے اپنے گھیرے میں لے لیتی ہیں،جن کے باعث دیگر عبادات تو کیا حاصل کرتا ، بلکہ ان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے کہ جن پر اس سے پہلے کبھی کبھار عامل ہوا کرتا تھا۔

اگر اس کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو کسی طالبِ علمی کے دور سے گزرنے والے نوجوان اور اس کے بعد نوکری، کاروبار اور رشتۂ ازواج میں وابستہ ہو جانے والے اشخاص کا بغور مشاہدہ فرمائیں۔

انہی امور پر توجہ دلوانے کے لئے پیارے آقا ﷺ نے مذکورہ بالا تلقین

Marfat.com

ارشاد فرمائی تاکہ جو امتی خود ان باتوں کا مشاہدہ کر کے عبرت حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ اس فرمانِ عالیشان کی برکت سے اس مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

﴿اس معاملے میں عمل کی ہمت حاصل کرنے کا طریقہ﴾

اس کے لئے ایسے افراد کی صحبت میں رہنے کی کوشش فرمائیں کہ جو اپنا کوئی بھی لمحہ ضائع نہیں کرتے۔ اگر صحبت میسر نہ ہو سکے تو کم از کم ان کے عمل کا بار بار مشاہدہ کریں تاکہ خود میں بھی وقت کی قدر کرنے کا جذبہ بیدار ہو سکے۔ نیز ایسے افراد کہ جنھوں نے اپنے وقت کو صحیح اور بروقت استعمال کر کے ترقی و کامرانی حاصل کی ان کے حالاتِ زندگی کا بغور مطالعہ فرمائیں اور ان کی جہدِ مسلسل کو اخروی تیاری کے سلسلے میں مشعلِ راہ بنائیں۔ خصوصاً اپنے اکابرینِ کرام (رضی اللہ عنہم) کے حالاتِ زندگی ضرور پڑھیں۔

(5) زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جاننے میں حکمت:۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے اخروی تیاری کے سلسلے میں ایک حد مقرر فرمائی ہے۔ اس حد کے بعد کوئی بھی شخص اپنی ذاتی محنت سے اس سعادت کو حاصل نہیں کر سکتا بلکہ اس معاملے میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ اور وہ حد موت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے علاوہ دیگر حضرات عموماً خوابِ غفلت میں گرفتار رہتے ہیں، جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب دنیا میں نیک اعمال سے دور رہ کر موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو نہ صرف سابقہ زندگی پر شرمندگی و ندامت دامن گیر ہو جاتی ہے بلکہ آئندہ حالات کے بارے میں شدید خوف بھی

Marfat.com

جان نہیں چھوڑتا۔اب خود تو کچھ کرنے پر قادر نہیں رہتے ،لھذا دنیا میں موجود لوگوں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے نیکیوں کی بھیک کی امید میں برزخی زندگی کے دن گن گن کر گزارنا شروع کر دیتے ہیں۔اب اگر کسی محبت کرنے والے کو توفیق ہوگئی تو کچھ نیکیاں ایصال ثواب کے ذریعے ان کے نامۂ اعمال میں پہنچا دیتا ہے ورنہ عام لوگوں کے ایصالِ ثواب پر ہی گزارا کرنا پڑتا ہے۔اور بسا اوقات تو وہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔

حضرت صالح (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ

''میں ایک مرتبہ شبِ جمعہ کو جامع مسجد کی طرف جارہا تھا تاکہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں۔ چونکہ صبح ہونے میں ابھی دیر تھی چنانچہ میں راستے میں ایک قبرستان میں داخل ہوکر ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی ،میں نے دیکھا کہ سب قبریں پھٹ گئی ہیں اوران میں سے مردے باہر نکل کر آپس میں ہنسی خوشی باتیں کر رہے ہیں۔اتنے میں ایک نوجوان بھی قبر سے باہر نکلا،اس کے کپڑے میلے تھے،وہ غمگین حالت میں ایک جانب بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر میں آسمان سے بہت سے فرشتے اترے جن کے ہاتھوں میں تھال تھے جن پر نورانی رومال ڈھکے ہوئے تھے۔وہ ہر مردے کو تھال دیتے جاتے تھے اور جو مردہ تھال لیتا،وہ اپنی قبر میں واپس چلا جاتا۔جب سب تھال لے چکے تو وہ نوجوان خالی ہاتھ قبر میں واپس جانے لگا تو میں نے اس نوجوان سے دریافت کیا کہ،''تمہارے غمگین ہونے کی کیا وجہ ہے اور یہ تھال کیسے تھے؟''

اس نے جواب دیا کہ،''یہ تھال ان ھدیوں کے تھے جو زندہ لوگوں نے اپنے مردوں کو ایصالِ ثواب کیا۔میرا ایک ماں کے علاوہ کوئی نہیں جو ھدیہ بھیجے گا اور خود ماں بھی دنیا میں پھنس کر رہ گئی ہے۔اس نے دوسری شادی کر کے اپنی

Marfat.com

مشغولیت بڑھالی ہے، اب وہ مجھے یاد نہیں کرتی۔"

میں نے اس سے اس کی ماں کا پتہ معلوم کیا اور دوسرے دن جا کر اسے پردے میں بلا کر تمام معاملہ بیان کیا۔ اس عورت نے کہا کہ، "بے شک وہ میرا بیٹا تھا، میرا لختِ جگر تھا۔" پھر اس نے مجھے ہزار درھم دیئے اور کہا کہ، "یہ میرے بیٹے کی طرف سے صدقہ کر دینا اور میں آئندہ ہمیشہ اسے دعا و ایصالِ ثواب میں یاد رکھوں گی۔"

میں نے حسبِ ہدایت وہ رقم نوجوان کی طرف سے صدقہ کر دی۔ کچھ عرصہ بعد میں نے خواب میں اس مجمع کو اسی طرح دیکھا۔ اب کی مرتبہ وہ نوجوان بھی اچھی سی پوشاک پہنے ہوئے خوش تھا، وہ تیزی سے میری جانب آیا اور کہنے لگا کہ، "اے صالح! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کا ھدیہ مجھ تک پہنچ گیا۔" (روض الریاحین)

پیارے آقا ﷺ نے اسی وجہ سے زندگی کی قدر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا کہ بعدِ موت نہ تو انسان نیک اعمال پر قادر ہوتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اور بندوں میں سے کسی کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق مل سکتی ہے، لھذا مذکورہ نصیحت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے موت سے پہلے پہلے نیکیوں پر استقامت کے ساتھ ساتھ سابقہ گناہوں سے توبہ اور تمام حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بے حد ضروری ہے۔

﴿اس معاملے میں عمل کی ہمت حاصل کرنے کا طریقہ﴾

اس کے لئے ایسے مسلمان بھائیوں کی صحبت میں رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ جو اپنا کوئی بھی لمحہ ضایع نہیں کرتے اور اپنی آخرت کے بارے میں فکر مند رہتے ہیں۔

نیز اپنے اسلافِ کرام کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ بھی اس معاملے میں

Marfat.com

بے حد معاون ثابت ہوگا۔

اس کے علاوہ ایسے واقعات بار بار پڑھیں کہ جن سے مر جانے والے غافل حضرات کی بے بسی عیاں ہوتی ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خوابِ غفلت سے جاگنے اور خصوصا اس نصیحتِ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿11﴾ بُخل باعثِ ہلاکت ہے

(1) بری خصلت عذابِ الٰہی کا سبب

(2) بخل کی تعریف

(3) بخل کی مذمت

(4) محاسبہ

(5) اسبابِ بخل

(6) مرضِ بخل کا علاج

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

(1) بری خصلت، عذابِ الٰہی کا سبب

پیارے اسلامی بھائیو!

بعض خصلتیں اور عادتیں ایسی ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ان مذموم عادتوں کے بارے میں غور تفکر کرتے ہوئے خود کو ان سے دور یا محفوظ رکھنے کی کوشش سعادت مندوں کا حصہ ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ جو خصلت ناپسند فرمائے اور اس کی موجودگی اس کی ناراضگی سبب بنے تو اکثر اس کا نتیجہ عذابِ الٰہی کا سامنا کرنے کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔

آج میں آپ کی خدمت میں ایک ایسی ہی عادتِ بد کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا کہ جس کی ہماری ذات میں موجودگی ہمارے لئے باعثِ ہلاکت وسببِ ندامت بن سکتی ہے۔اور وہ قبیح و مذموم عادت ''بخل'' ہے۔

(2) بخل کی تعریف

بخل یہ ہے کہ انسان حاجت وضرورت کے مقام پر بھی موجودہ چیز کو استعمال نہ کرے، چاہے وہ چیز مال ہو.. یا.علمِ دین..یا..کچھ اور.........مثلاً اپنی ضرورت سے زیادہ مال موجود ہے، لیکن اس کے باوجود کسی ضرورت مند کو نہ دینا..یا..حالتِ بیماری وغیرہ میں اپنی یا اپنے گھر والوں کی ذات پر مال کی محبت کی بناء پر کچھ خرچ نہ کرنا چاہے تکلیف کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو، وغیرھا۔

(3) بخل کی مذمت

اگر قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو بے شمار مقامات پر بخل کی قباحت کو مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے،

''وَ لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَیۡرًا لَّهُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ ؕ سَیُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ۔

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا، قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ۴۔آل عمران:۱۸۰)

اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر اس کی مذمت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

(1) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا، ''بخل سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ بخل سے ہی ہلاک ہوئے اور بخل نے ہی انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ لوگوں کو قتل کریں اور حرام کو حلال سمجھیں۔'' (احیاء العلوم)

(2) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' کیا تم سمجھتے ہو کہ بخیل کا گناہ معاف کردیا جائے گا اور ظالم کا گناہ معاف نہ ہوگا؟ حالانکہ ظلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخل سے بہتر ہے۔ حق تعالیٰ اپنی عزت وجلال کی قسم فرماتا ہے کہ کسی بخیل کو جنت میں نہیں جانے دوں گا۔ (احیاء العلوم)

(3) سلطانِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے کہ،''ایک ایمان دار میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں کہ وہ بخیل اور بداخلاق ہو۔ (ترمذی)

(4) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سخی آدمی، اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے۔ بخیل آدمی، اللہ تعالیٰ سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، جنت سے دور ہے

Marfat.com

اور دوزخ سے قریب ہے۔ (ترمذی)

(5) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بندے کے فائدے کی خاطر انعامات عطا فرماتا ہے، جس نے ان انعامات میں بندوں پر بخل سے کام لیا، اللہ تعالیٰ ان انعامات کو بدل کر یعنی اس سے چھین کر دوسرے کو عطا فرمادے گا۔" (حلیۃ الاولیاء)

(6) پیارے آقا ﷺ نے خبردار فرمایا کہ "سخاوت جنت میں ایک درخت ہے۔ جو سخی ہوا اس نے اس درخت کی شاخ پکڑ لی، وہ شاخ اسے نہ چھوڑے گی۔ حتی کہ اسے جنت میں داخل کردے اور بخل آگ میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہوا، اس نے اس کی شاخ پکڑی، وہ اسے نہ چھوڑے گی، حتی کہ آگ میں داخل کرے گی۔" (کنز العمال)

مذکورہ آیت واحادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بخل بروزِ قیامت ذلت ورسوائی، عذابِ الٰہی میں گرفتاری، جنت سے محرومی، کمینے پن اور دوزخ میں دخول کا سبب ہے۔

بخل کس طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محرومی کا سبب بنتا ہے، اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے کہ

"ایک مرتبہ ایک غریب آدمی، ایک بخیل مال دار آدمی کے پاس اپنی حاجت لے کر آیا اور عرض کی کہ "مانگنے سے تو مجھے خود نفرت ہے مگر کیا کروں کہ بچوں پر تین فاقے گزر گئے ہیں، مجبور ہو کر آپ کے دروازے پر آیا ہوں۔ خدا عزوجل کے لئے میری مدد فرمایئے، آپ کی مدد سے چار آدمیوں کی جانیں بچ جائیں گی۔"

مگر اس کنجوس نے بجائے مدد کرنے کے اس غریب کو دھکے دے کر

Marfat.com

نکال دیا۔ کچھ ہی عرصے بعد وہ مالدار زمانے کی گردش میں آ گیا اور بالکل کنگال ہو گیا اور اس کے تمام نوکر چاکر بھی دوسروں کے ہاں ملازم ہو گئے۔ اس کا ایک نوکر ایک بہت ہی سخی آدمی کے پاس جا کر ملازم ہو گیا۔ وہ سخی دل کھول کر فقیروں اور غریبوں کی مدد کرتا اور ان کی حاجات پوری کیا کرتا تھا۔

ایک رات جب سخت سردی تھی اور موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، لوگ اپنے گرم گرم بستروں میں دبکے ہوئے تھے کہ اس سخی کے دروازے پر کسی حاجت مند نے دستک دی۔ اگرچہ سخت سردی تھی لیکن پھر بھی سخی نے اس فقیر کو ٹھہرنے کے لئے کہا اور نوکر کو آواز دی کہ اس شخص کو فوراً کھانا کھلائے۔ نوکر نے حکم پورا کیا لیکن جب واپس آیا تو زاروقطار رو رہا تھا۔ سخی نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ "باہر جو شخص ہے وہ پہلے میرا مالک تھا، دوتین برس پہلے اس کے دروازے پر گھوڑے ہنہناتے تھے اور اندر باہر روپوں کی چہل پہل تھی۔ آج اس کا یہ حال دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔" سخی نے کہا کہ "اچھا میں بھی تو دیکھوں کہ کون ہے؟" سخی گھر سے باہر نکلا تو اس فقیر کو پہچان کر بے اختیار پکار اٹھا، "اے فقیر! ذرا غور سے مجھے دیکھ، میں وہی غریب آدمی ہوں کہ ایک بار تیرے پاس آیا تھا جبکہ تین وقت کے فاقے سے تھا اور تو نے مجھے دھکے دے کر نکال دیا تھا...." بوڑھا فقیر اسے پہچان کر رو دیا اور بولا کہ "ہاں! میں وہی بدنصیب ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ کے غضب کی پرواہ نہ کی، چنانچہ اس حال کو پہنچا۔" (حکایاتِ سعدی)

ان تمام قباحتوں کے علاوہ اگر عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو چونکہ یہ موذی مرض حج، زکوۃ، فطرہ، قربانی اور دیگر فرض.. یا.. واجب نیک کاموں میں کوتاہی کا شکار کروا کر دنیا و آخرت میں ذلیل ورسوا کروا دیتا ہے چنانچہ اسے قابلِ نفرت ہی جاننا چاہیئے۔

Marfat.com

(4) محاسبہ

مذکورہ تمام باتوں سے بخل کی مذمت بخوبی واضح ہو گئی، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اولاً سب اپنا اپنا محاسبہ کریں کہ،

☆ ہم بھی علمی .. یا .. مالی لحاظ سے بخل کا شکار تو نہیں؟.........

☆ کہیں ایسا تو نہیں ہوتا کہ جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ خرچ کرنے باری آئے تو ہاتھ اور دل تنگ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی میں بھی مال خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے؟........

☆ اور کبھی ایسا تو نہیں ہوتا کہ صاحبِ علم ہونے کے باوجود محض سستی .. یا .. کسی اور دنیاوی غرض کی بناء پر کم علم مسلمان بھائیوں سے علم کو چھپا لیتے ہیں؟.............

اگر خدانخواستہ معلوم ہو کہ اس مرضِ غلیظ نے ہمارے دل میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں تو فوراً سے پیشتر اس کے علاج کے بارے میں غور کرنا چاہیئے اور بعدِ تفکر عملی لحاظ سے اسے دور کرنے کے لئے کوششوں کا آغاز کرنے میں بالکل سستی نہیں کرنی چاہیئے۔

(5) اسبابِ بخل

علاج سے پہلے اس کے اسباب کے بارے میں غور کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ جب تک سبب دور نہ ہو، مرض دور نہیں ہو سکتا۔ علماءِ کرام نے بخل کے سلسلے میں تین چیزوں کو بطورِ اسباب پیش فرمایا ہے۔

(1) تنگ دستی کا خوف۔ (2) عزت و مال سے محبت۔

(3) نفسانی خواہشات کا غلبہ۔

حقیقتاً اگر غور کیا جائے تو یہی تین چیزیں اکثر بخل کا سبب بنتی

Marfat.com

ہیں۔کیونکہ کبھی تو انسان مال کو صرف اس لئے خرچ نہیں کرتا کہ اس کا موجود ہونا بہت اچھا لگتا ہے۔بسا اوقات تو دیکھا گیا ہے کہ نئے نوٹوں کو فرطِ محبت سے چوم لیا جاتا ہے اور جب خرچ کرنے کا موقع آئے تو ان کے بجائے بوسیدہ نوٹوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔یہی مال سے محبت درست مقام پر خرچ کرنے سے بھی ہاتھوں کو روک دیتی ہے۔اور انسان بخیل سے بخیل تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

اسی طرح کبھی خرچ نہ کرنے کی وجہ تنگ دستی کا خوف بھی ہوتا ہے،شیطان صحیح جگہ پیسہ خرچ کرتے وقت وسوسہ ڈالتا ہے کہ جب تک یہ پیسہ تیرے پاس رہے گا تجھے نفع پہچاتا رہے گا،اگر تو نے اسے خرچ کر دیا اور اچانک کوئی ناگہانی آفت آگئی تو کس سے مانگتا پھرے گا؟.....پس انھیں خیالاتِ فاسدہ میں مبتلاء ہو کر انسان خرچ مال سے رک جاتا ہے۔

یونہی پیسے کی کثرت،خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل میں آسانی وسہولت پیدا کرتی ہے،جب کہ تنگدست بے شمار تمناؤں کو دل میں لئے رہتا ہے لیکن ان کی تکمیل پر قادر نہیں ہوتا۔پس،پیسے کو جدا کرنے کے بعد ان خواہشات کی تکمیل میں رکاوٹ کا خوف انسان کے ہاتھ کو روک دیتا ہے۔

علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا لیکن چونکہ اس کے باعث دوسرا بھی صاحبِ علم ہونے کے بعد،اس شخص کی عزت کے زوال..یا..کمی کا سبب بن سکتا ہے،لھذا بسا اوقات اسی سوچِ فاسدہ کی بناء پر سامنے والے مسلمان بھائی کو جاہل رکھا جانا ہی پسند کیا جاتا ہے۔اور اس طرح انسان علمی بخل میں گرفتار ہو کر سخت وعید کا شکار ہو جاتا ہے جیسا کہ پیارے آقا ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ،،جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے نہ بتائی تو بروزِ قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام چڑھا دی جائے گی۔(ابوداؤد۔ترمذی۔ابن ماجہ)

Marfat.com

(6) مرضِ بخل کا علاج

ان اسباب کی معرفت کے بعد ضروری ہے کہ علاج کی جانب توجہ کی جائے۔اس کے لئے مختلف اقدامات کرنے ہوں گے۔مثلاً

﴿1﴾ کسی سخی آدمی کی صحبت میں رہیں ..یا..اس کا بغور مشاہدہ فرمائیں۔

﴿2﴾ ان آیات واحادیثِ کریمہ پر غور تفکر کریں کہ جن میں بخل کی مذمت کو بیان کیا گیا ہے۔

﴿3﴾ سخاوت وصدقہ کی فضیلت پر مشتمل روایات کثرت سے سنیں ،نیز ایسے واقعات کہ جن میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی بناء پر انعامات عطا کئے گئے ہوں ،ان کا پڑھنا اور سننا بھی بہت ضروری ہے۔چند واقعات وروایات حاضرِ خدمت ہیں۔

(۱) رحمتِ دوعالم ﷺ کا فرمانِ رحمت نشان ہے کہ''سخی آدمی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے،لوگوں سے قریب ہےاور دوزخ سے دور ہے۔(ترمذی)

(۲) حضرت ام درداء (رضی اللہ عنہا) جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی خادمہ تھیں ،فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرتِ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے دوتھیلیاں چاندی اور ایک لاکھ درھم سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں بھیجے۔آپ نے وہ تمام مال ایک طباق میں رکھ کر تقسیم کردیا۔شام کے وقت آپ نے مجھ سے کھانا مانگا ،تاکہ روزہ افطار کریں۔میں روٹی اور روغنِ زیتون آپ کے پاس لے گئی (کہ اس کے سوا اور کچھ کھانے کے لئے موجود نہ تھا۔) میں نے عرض کی کہ'' اتنی رقم آپ کے پاس آئی تھی اور آپ نے وہ تمام رقم خرچ کردی ،آپ نے ہمارے لئے ایک درھم کا گوشت ہی منگا لیا ہوتا۔'' ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ "اگر تم یاد دلاتی تو ضرور منگا لیتی۔ (احیاء العلوم)

(۳) حضرت ربیع بن سلیمان (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ جب امام شافعی (رضی اللہ عنہ) مکہ معظّمہ پہنچے تو دس ہزار دینار ان کے ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر مکہ کے باہر آپ نے پڑاؤ ڈالا اور وہ تمام دینار ایک چادر پر ڈال دیئے۔ جو کوئی آپ کے پاس سلام کو آتا، ایک مٹھی بھر کر دینار اس کو دے دیتے۔ ظہر کی نماز تک وہ تمام دینار تقسیم کر دیئے اور اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا۔ (احیاء العلوم)

(۴) حضرت عبد اللہ بن مبارک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج پر گیا۔ ایک رات میں سویا تو مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم بغداد واپس جاؤ تو فلاں محلّہ اور فلاں جگہ جانا اور بہرام مجوسی کو تلاش کرنا، اس کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے۔" جب میں بغداد واپس آیا تو میں نے اس کا گھر تلاش کیا، وہاں ایک بوڑھے سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ "تو ہی بہرام مجوسی ہے؟" اس نے جواب دیا، "ہاں!" میں نے دریافت کیا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟" اس نے کہا، "ہاں! میں نے دس، بارہ غلام آزاد کئے ہیں۔"

میں نے کہا، "یہ کچھ نہیں، اس کے علاوہ کوئی اور بتا؟" اس نے بتایا کہ میرے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، میں نے اپنے خاندان میں ان کی شادی کر لی تھی، اور ولیمہ میں ایک ہزار مجوسیوں کو کھانا کھلایا تھا۔" میں نے پھر کہا، "یہ بھی کچھ نہیں، کچھ اور بتا؟" اس نے کہا کہ، "کہ جس رات میری شادی ہوئی تمہارے دین کی ایک عورت میرے پاس آئی اور میرے چراغ سے اپنا چراغ جلایا، جب پلٹی تو وہ بجھ گیا۔ وہ پھر جلانے آئی، جلانے کے بعد باہر نکلی کہ وہ پھر بجھ گیا۔ وہ تیسری مرتبہ آئی اور چراغ جلایا لیکن وہ پھر بجھ گیا۔ پھر وہ اپنے گھر کی

جانب روانہ ہوگئی۔

میں نے سوچا کہ شائد یہ لٹیروں کی جاسوس ہے، میں اس کے پیچھے چلا۔ وہ عورت اپنے گھر میں داخل ہوگئی، اس کی کئی بیٹیاں تھیں۔ انہوں نے اپنی ماں سے کہا "اماں جان! کیا ہمارے لئے کچھ لائی ہو، اب تو بھوک پر صبر کی طاقت نہیں رہی۔" یہ سن کر وہ عورت رونے لگی اور کہا کہ میں اپنے رب کریم سے حیاء کرتی ہوں کہ اس کے سوا کسی دوسرے سے سوال کروں، خصوصاً اس کے دشمن مجوسی سے؟"

بہرام کہنے لگا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو اپنے گھر آیا اور طباق بھر کر خود لے جا کر اس کے گھر دے آیا۔" حضرت عبداللہ بن مبارک (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ، "تجھے مبارک ہو کہ اس بات کی خبر مجھے رسول خدا ﷺ نے خواب میں دی ہے۔" اور اس کے بعد تمام خواب سنا دیا۔ یہ سنتے ہی بہرام نے کلمہ پڑھا، اسی دم گرا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ، "پھر میں نے اس کو غسل دیا، اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔"

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بندو! مخلوقِ خدا تعالیٰ کے ساتھ سخاوت و بھلائی کے ساتھ پیش آؤ، اس لئے کہ سخاوت ایک ایسا عمل ہے کہ دشمنوں کو محبوبوں کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔" (تذکرۃ الاولیاء)

(۵) سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے ایک جنگل میں ایک بادل سے یہ آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر۔ یہ بادل ایک طرف کو گیا اور ایک پتھریلی زمین پر پانی برسایا۔ وہ پانی ایک نالی کی شکل میں ایک طرف بہنے لگا۔ تب یہ شخص اس پانی کے پیچھے پیچھے چلا، اس نے دیکھا کہ ایک آدمی باغ میں اس پانی کو پھیلا رہا ہے۔ اس شخص نے اس آدمی سے اس کا نام

Marfat.com

پوچھا۔ جواب میں اس نے اپنا وہی نام بتایا جو اس نے بادل میں سنا تھا۔ اس آدمی نے اس سے دریافت کیا کہ ''تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟'' تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور اس سے پوچھا کہ ''تو کون سی نیکی کرتا ہے جو تجھے یہ فضیلت حاصل ہوئی؟'' اس نے جواب دیا کہ ''اس باغ سے جو بھی پیداوار ہوتی ہے، میں اس کے تین حصے کرتا ہوں، ایک حصہ تو اسی باغ میں لگاتا ہوں، ایک حصہ میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیتا ہوں۔'' (بخاری)

مذکورہ روایات و واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جانا اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی رضا کا سبب اور اکابرینِ اسلام کی سنت ہے۔ لھذا ہمیں چاہیئے کہ اس صفت کو پابندی و استقامت کے ساتھ اپنائیں تاکہ اس کی مخالف صفت کا خاتمہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

﴿12﴾ توبہ اللہ کو محبوب ہے

(1) نیکی اور توبہ کی توفیق کا عطا فرمانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی کرم نوازی ہے

(2) توبہ میں ٹال مٹول کے اسباب

(3) ان اسباب کا رد

(4) توبہ کی شرائط

(5) توبہ پر انعامِ الٰہی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(1) نیکی اور توبہ کی توفیق کا عطا فرمانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی کرم نوازی ہے

پیارے اسلامی بھائیو!

بتقاضائے بشریت گناہوں سے بچنا تقریباً تقریباً ناممکن ہے۔ نفس وشیطان کے حیلے، بہانوں کو سمجھنا اور پھر ان کو رد کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ پھر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گناہوں کا انجام دنیا وآخرت میں رسوائی اور عذابِ الٰہی میں گرفتاری ہے۔

اب اگر یوں ہوتا کہ گناہ کرنے کے بعد ان کے تدارک کی کوئی بھی صورت نہ ہوتی تو یقیناً ہم جیسے گناہ گار وبدکار ہلاک وبرباد ہو جاتے۔

لیکن اللہ تعالیٰ بے حد رحیم وکریم ہے، وہ ہماری ناتوانی کو خوب جانتا ہے، چنانچہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا فرما کر ہم پر یہ کرم نوازی فرمائی کہ گناہ کے بعد ان کے تدارک کے لئے طریقے بھی ارشاد فرمادئے۔

چنانچہ ایک طریقہ تو یہ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نیک اعمال کرے، تو یہ نیکی اس کے گناہ کا کفارہ ثابت ہوگی۔ جیسا کہ سورۂ ھود میں فرمایا،

''اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔ بے نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ (ترجمۂ کنزالایمان۔ پ۱۲، ھود:۱۱۴)

دوسری کرم نوازی یہ فرمائی کہ ہمارے لئے توبہ کے دروازے کھول دئے۔ چاہے گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، توبہ کو ان کے مٹانے کا سبب بنا دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا،

''وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے

Marfat.com

تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔'' (ترجمۂ کنزالایمان۔پ۵۔نساء۔۱۱۰)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا،

''ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ☆ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر اس کے بعد توبہ کریں اور سنور جائیں، بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے۔

(ترجمۂ کنزالایمان۔پ۱۴۔النحل۔۱۱۹)

(2) توبہ میں ٹال مٹول کے اسباب

لیکن یہ امر باعثِ افسوس ہے کہ اللہ تعالٰی کی اس کرم نوازی سے فیضیاب ہونے کے لئے آج کا مسلمان مکمل طور پر تیار نظر نہیں آتا۔لھذا بڑے بڑے گناہ کرنے کے باوجود توبہ میں ٹال مٹول کا سلسلہ بھی جاری وساری ہے۔قابلِ غور بات ہے کہ جب اللہ تعالٰی کی طرف سے عذاب کو دور کرنے کا ایک سبب عظیم عطا فرمادیا گیا تو آخر وہ کون سے اسباب ہیں کہ جو اس راہ میں رکاوٹ کا سبب بن جاتے ہیں؟............

اگر غور وتفکر کی سعادت حاصل کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے کم وبیش..5..اسباب ہیں۔

(1)زندہ رہنے کی لمبی امید:۔

لمبی زندگی کی امید توبہ سمیت اکثر نیک اعمال کے بارے میں ٹال مٹول کا شکار کروادیتی ہے۔کیونکہ جب بھی انسان توبہ کا سوچتا ہے، شیطان فوراً وسوسہ ڈالتا ہے کہ ارے ابھی تو بڑی زندگی بڑی ہے، ابھی کچھ عرصہ اور عیش

Marfat.com

کر لے پھر توبہ کر لینا۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ پھر اطراف میں بوڑھے حضرات کا نظر آنا بھی غفلت میں مبتلاء کروا دیتا ہے کیونکہ نفس ان کے باعث دھوکہ دیتا ہے کہ دیکھ جب ان کی عمر تک پہنچے تب توبہ کرنا ابھی تو تیرے کھیلنے کودنے کے دن ہیں۔........

(2) گناہوں کی لذت کے حصول کا غلبہ:۔

بسا اوقات انسان پر گناہوں کا لذت کے حصول کا اتنا زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے کہ اسے ان سے کنارہ کشی کرنا بے حد مشکل، بلکہ ناممکن محسوس ہونے لگتا ہے اور وہ ہر گناہ پر یوں ہی کہتا نظر آتا ہے کہ بس اسے کر لوں، اسکے بعد توبہ کر لوں گا۔........

(3) اللہ کی رحمت سے مایوسی۔

بسا اوقات اس کا سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی بھی ہوتا ہے۔ یہ عموماً اس وقت ہوتا ہے کہ جب انسان بہت بڑے بڑے گناہوں میں بری طرح پھنس جاتا ہے، مثلاً زناء، قتل وغارت، دہشت گردی وغیرہ۔ شیطان اس قسم کے گناہوں کے مرتکب کو بار بار یہ یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں سے اس قدر ناراض ہو چکا ہے کہ تیری توبہ کو رد ہی کیا جائے گا نیز تیرے لئے عذابِ جہنم لازم ہو چکا ہے۔........

(4) دوبارہ مبتلائے گناہ ہونے کا یقین۔

بعض توبہ میں ٹال مٹول کرنے والے ایسے بھی ملیں گے جن کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ جب ہم سے گناہ چھٹتے ہی نہیں تو توبہ کرنے کا کیا فائدہ؟...... اگر توبہ کر بھی لی تو دوبارہ گناہ سرزد ہو جائے گا۔ اور توبہ کر کے پھر گناہ کرنا زیادہ قابلِ

گرفت ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ناجائز یقین۔

بعض توبہ سے دور افراد یوں کہتے بھی ملیں گے کہ ضروری تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں پر ہماری پکڑ فرمائے، یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ معاف فرما دے، وہ بڑا رحیم وکریم ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ناجائز یقین انھیں خطاؤں پر دلیر کرتا چلا جاتا ہے۔

(3) ان اسباب کا رد

(1) زندہ رہنے کی لمبی امید:۔

ایسے حضرات کو چاہیئے کہ اپنے اطراف میں اٹھنے والے نوجوانوں اور اچانک موت کا شکار ہونے والوں کے جنازوں سے عبرت حاصل کریں۔ اور شیطان کو جواب دیں کہ بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھنے سے قبل ان نوجوانوں کی مثل اگر میرا بلاوہ بھی آ گیا تو......؟......نیز یہ جو اچانک مر گئے شائد ان میں سے بھی کسی کا یہی ذہن ہو کہ بڑھاپے میں جا کر توبہ کروں گا لیکن وہاں تک پہنچنا تو دور کی بات انھیں تو فی الوقت بھی توبہ کی توفیق نہیں ملی......اگر میں بھی یوں ہی اچانک مر گیا تو کیا ہوگا؟..........

(2) گناہوں کی لذت کے حصول کا غلبہ۔

گناہوں کی لذت میں غرق حضرات کو سوچنا چاہیئے کہ جو نفس فی الحال گناہ چھوڑنے کو تیار نہیں ہو رہا، وہ بعد میں کیسے تیار ہو جائے گا؟ ....جب کہ حدیث کے بیان کے مطابق بغیر توبہ کے گناہوں کی کثرت دل کی سیاہی کا سبب بن جاتی ہے جیسا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے، ''مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگ جاتا

Marfat.com

ہے، اگر وہ توبہ کرلے تو اس کا دل پاک وصاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ کرتا رہے اور توبہ نہ کرے تو سیاہی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ دل پر چھا جاتی ہے۔" (ابنِ ماجہ)

اور جب دل سیاہ ہو جائے تو بسا اوقات اس کا انجام ایمان کی بربادی کی صورت میں ہی نکلتا ہے، اور اگر ایک بار ایمان برباد ہو گیا اور غفلت کا یہی سلسلہ جاری رہا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ٹھکانہ اختیار کرنا پڑے گا۔

(3) اللہ کی رحمت سے مایوسی۔

گناہ چاہے کتنے ہی بڑے اور کثیر کیوں نہ ہوں مایوس نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہونے کے باوجود ارشاد فرما رہا ہے،

" لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ (ترجمۂ کنزالایمان۔پ۲۴۔الزمر۵۳)

(4) دوبارہ مبتلائے گناہ ہونے کا یقین۔

اس وسوسۂ شیطانی کو یوں دور کرنا چاہیئے کہ کیا ضروری ہے کہ مجھے توبہ کرنے کے بعد دوسرے گناہ کا موقع ضرور مل جائے گا؟......ہوسکتا ہے کہ جیسے ہی میں توبہ کروں مجھے موت آجائے، اس طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہو کر پہنچنے کی سعادت تو حاصل ہوگی۔......اور بالفرض اگر موت نہ آئی اور دوسرے گناہوں میں مبتلاء ہو بھی گیا تو توبہ کی برکت سے پچھلے گناہوں سے تو نجات ملے گی۔نامۂ اعمال میں صرف یہی نئے گناہ لکھے جائیں گے، سابقہ تو معاف ہوں گے......کیا پچھلی زندگی کے گناہوں سے نجات حاصل ہو جانا، بہت بڑا

کرم نہیں؟.........نیز اگر واقعی توبہ کی اور پھر کوئی نیز گناہ سرزد ہوا تو اس سے اللہ تعالیٰ توبہ کا دروازہ تو بند نہیں فرماتا بلکہ دوبارہ توبہ کی صورت میں اس کی رحمت پھر آگے بڑھ کر ہی گلے لگاتی ہے۔

جیسا کہ پیارے آقا ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ''جب کوئی بندہ گناہ کر لیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ '' اے مولا! میں نے گناہ کر لیا، معافی دے دے۔'' تو اللہ عزوجل فرماتا ہے، ''میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جتنا رب عزوجل چاہتا ہے بندہ ٹھہرا رہتا ہے، پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے، کہتا ہے، ''یاالٰہی! میں نے پھر گناہ کر لیا، بخش دے۔'' تو رب کریم فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب عزوجل ہے جو گناہ پر پکڑ بھی لیتا ہے اور معاف بھی کر دیتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔''

پھر جتنا رب عزوجل چاہے وہ بندہ ٹھہرا رہتا ہے اور پھر گناہ کر بیٹھتا ہے، اور دوبارہ عرض کرتا ہے، ''یا رب کریم! مجھے معاف کر دے۔'' تو رب عزوجل فرماتا ہے کہ یہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے تو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی لیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، اب جو چاہے کرے۔
(بخاری)

وضاحت:۔

''جتنا رب چاہے وہ بندہ ٹھہرا رہتا ہے'' اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ نفس و شیطان کو اس پر غلبہ کی توفیق نہیں دیتا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس بندے کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

نیز ''اب جو چاہے کرے'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ اس

Marfat.com

سے اتنا خوش ہو جاتا ہے کہ پھر اسے نفس وشیطان سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیتا ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ناجائز یقین۔

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت بڑی ہے۔اور اس کا یقین رکھنا بھی بہت اچھی بات ہے۔لیکن یہ کس آیت ..یا..حدیث سے ثابت ہوا کہ رحمتِ الٰہی کا یقین رکھ کر تمہارے لئے صغیرہ وکبیرہ گناہ کا ارتکاب جائز ہو جائے گا؟............نیز غور کیا جائے کہ کثیر مسلمان ایسے بھی ہوں گے جنھیں اولاً جہنم میں ڈالا جائے گا،پھر شفاعتِ سرکار ﷺ کی بناء پر انھیں جنت نصیب ہوگی۔معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے لیکن اس کے باوجود اپنے عدل وانصاف سے بے شمار کو مبتلائے عذاب بھی فرمائے گا.....تو اب ایسے حضرات کے پاس ایسا کون سا طریقہ ہے کہ جس کی بناء پر جان لیں کہ ہمیں پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا..یا..اللہ تعالیٰ خطاؤں سے درگزر فرما کر براہِ راست جنت میں ڈالے گا؟.........

ان تمام اسباب کے تدارک ورد پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ شیطان کی بات مان کر توبہ میں دیر کرنا بدبختی کے سوا اور کچھ نہیں،لھذا ہمیں چاہئے کہ بغیر وقت ضائع کئے فوراً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے میں ہی عافیت جانیں۔

(4) توبہ کی شرائط

اس مقام پر یہ بات یاد رکھنا بھی بے حد ضروری ہے کہ جب تک توبہ کی شرائط کو پورا نہ کیا جائے توبہ کو نہ تو توبہ کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی ایسے شخص کو قرآن وحدیث میں بیان کردہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں۔احادیثِ مبارکہ سے اخذ شدہ نچوڑ کے مطابق توبہ کی تین شرائط ہیں۔

Marfat.com

﴿1﴾ وہ گناہ، سابقہ زندگی میں کیا ہو۔

﴿2﴾ آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔ کیونکہ اگر توبہ کرتے ہوئے ہی یہ ارادہ ہو کہ بعد میں بھی اس گناہ کو دوبارہ کروں گا تو صرف زبان سے توبہ کے الفاظ ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ ایسے شخص کے بارے میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "جو گناہوں کی معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ گناہ بھی جاری رکھے، وہ اپنے رب عزوجل کے ساتھ مذاق کرنے والا ہے۔"

(الترغیب والترھیب)

﴿3﴾ یہ ارادہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے خوف کی بناء پر ہو۔ چنانچہ کسی نے مخلوق کے خوف.. یا.. کسی دنیاوی فائدے کی غرض سے گناہ چھوڑا تو اگرچہ یہ بھی سعادت ہے، لیکن اس پر ثواب وفضیلت حاصل نہ ہوگی۔

(5) توبہ پر انعامِ الٰہی

جب کوئی مسلمان ان شرائط کے ساتھ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی کرم نوازیوں سے مالا مال فرما دیتا ہے۔ چنانچہ

(۱) رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔" (ابنِ ماجہ)

(۲) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور محافظ فرشتوں نے جو اس کے برے عمل لکھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بھلا دیتا ہے، اس کے علاوہ جو گناہ کیے ہیں، انہیں بھی اللہ تعالیٰ بھلا دیتا ہے اور زمین کے جس مقام پر اور آسمان کے نیچے جس جگہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی بھلا دیتا ہے تاکہ یہ بندہ قیامت میں اس طرح آئے مخلوق میں سے کوئی اس کے خلاف گواہ نہ ہو۔ (مکاشفۃ القلوب)

Marfat.com

(۳) سلطانِ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کو گناہ گار توبہ کرنے والے بندے سے زیادہ کسی کی آواز محبوب نہیں۔ جو کہہ رہا ہو کہ ''اے میرے رب!'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے میرے بندے میں سامنے ہوں، مانگ جو مانگتا ہے تُو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے میرے بعض فرشتے، میں تیرے دائیں، بائیں، اوپر اور تیرے دل سے بھی قریب ہوں، اے میرے فرشتو! گواہ رہو، میں نے اسے بخش دیا۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۴) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک جوان سامنے آیا، اس نے کپڑوں کے نیچے شراب کی بوتل اٹھا رکھی تھی۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے دریافت کیا کہ ''اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟'' نوجوان نے اسے شراب کہنے میں سخت شرمندگی محسوس کی۔ اس نے دل میں دعا کی ''یارب کریم! مجھے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے سامنے رسوا نہ فرمانا، مجھے ان کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچالے ان کے سامنے میری پردہ پوشی فرمالے میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔''

اس کے بعد نوجوان نے کہا ''امیر المؤمنین! میں سرکے کی بوتل اٹھائے ہوئے ہوں۔'' سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ''مجھے دکھاؤ۔'' اس نوجوان نے بوتل سامنے کردی۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

آخر میں اس بات کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ اگر کسی عبادت میں کوتاہی ہوئی تھی.. یا.. کسی کا حق مارا تھا تو توبہ کے ساتھ ساتھ اس عبادت کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔ نیز یا تو صاحبِ حق سے اس حق کو معاف کروایا جائے اور یا پھر اسے بھی ادا کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

مصنف کی دیگر کتب کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف ومرتب	ھدیہ
1	اربعین رضوی	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	60روپے
2	نیکیوں کا چور	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	15روپے
3	عاشقوں کی عید	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	18روپے
4	نجات یا ہلاکت؟	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	12روپے
5	کامیابی کا راز	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	7:50روپے
6	ٹھنڈی چھاؤں	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
7	احساسِ نعمت	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	27روپے
8	رہنمائے کامل سلسلہ نمبر 1 تا 10	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	15روپے
9	نجاستوں کی پہچان	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	12روپے
10	ایمان کی موت	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	15روپے
11	ایصال ثواب سنت ہے۔	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	12روپے
12	والدین سے محبت کا تقاضا	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	27روپے
13	عقل کا دشمن	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	7;50روپے
14	جمعہ کے بیانات	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
15	شرعی معذور کے احکام	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	7;50روپے
16	عیدِ قربان	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	18روپے
17	نفل کی جماعت کرنا کیسا؟	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	7:50روپے

Marfat.com

18	شیطانی چکر	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	60روپے
19	ناکامی کے اسباب	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	7:50روپے
20	غیر اللہ سے مدد مانگنا کیسا؟	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	60روپے
21	التمہید	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	24روپے
22	ہیجڑوں کے احکام	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	12روپے
23	نیکی کی دعوت کے خطوط	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	12روپے
24	البیان	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	30روپے
25	تلفظ درست کیجئے	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	36روپے
26	تحفۃ المبلغین	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	98روپے
27	ہمیں امیر اہلسنت سے پیار ہے	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
28	قابلِ رشک خواتین	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	[illegible] روپے
29	غیبی امداد؟	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
30	بری بلا؟	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
31	قسم اور کفارہ	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
32	جلد بازی کی مذمت	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
33	شیطان کے بھائی	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	روپے
34	اصلاحی بیانات	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	۵/۔ روپے
35	ھدایۃ الصرف	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	60روپے
36	تلخیص النحو	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	9روپے
37	بدایۃ النحو	علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری	40روپے

Marfat.com

معاشرے کی اصلاح کے سلسلے میں تحریر کیے گئے
اصلاحی بیانات کا حسین مجموعہ

اصلاحی بیانات

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت
لاہور۔ کراچی (پاکستان)

Marfat.com